الله نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح

ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان

تبوک 1381 ہش
ستمبر 2002 ء

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

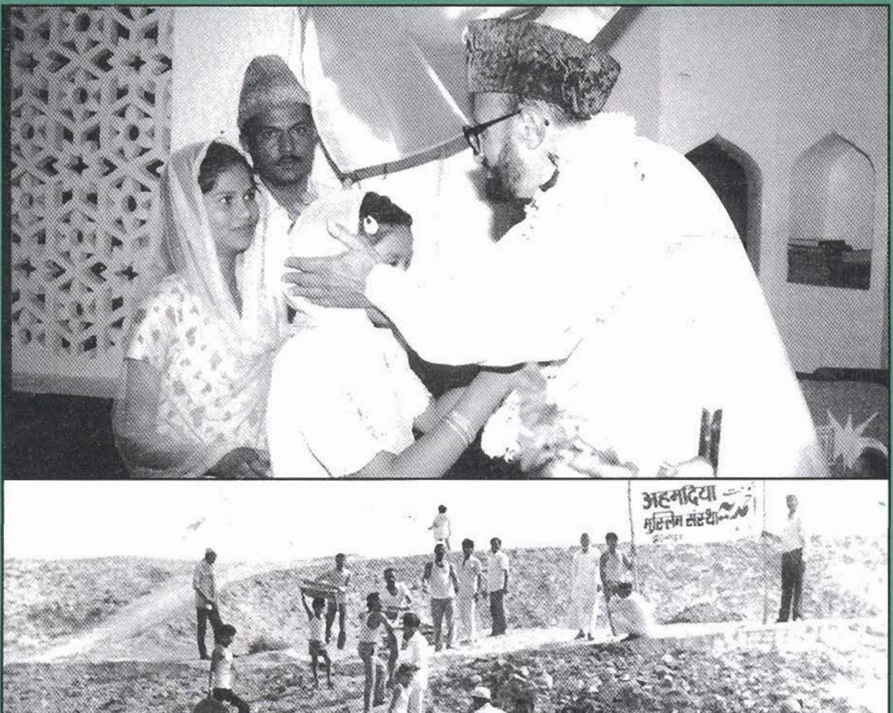

﴿1﴾ مکرم ومحترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ 28 رمئی کوچنتہ کنٹہ میں منعقدہ جلسہ یومِ خلافت کے موقعہ پر دو ناصرات کے ساتھ شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے ہوئے۔ ﴿2﴾ جماعتِ احمدیہ کانپور کے خدام واطفال وقارِ عمل میں مصروف ہیں۔ اس وقارِ عمل کے ذریعہ اراکین مجلس کانپور نے ایک سڑک کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد۲۱ تبوک ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمطابق ستمبر ۲۰۰۲ء شمارہ۹

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

ضیاپاشیاں

ادارىہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	5
دنیا کا سب سے بڑا مؤثر انسان	6
عرفان کے موتی	11
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم	18
اطفال الاحمدیہ کا روشن مستقبل	22
ملک ملک کی سیر- (5)	24
رپورٹ صوبائی اجتماع کیرالہ	26
دعا کی برکات	29
حفظانِ صحت	31
وصایا 15174 سے 15178	39

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینیجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے پاکیزہ دل سے نکلنے والے عارفانہ منظوم کلام کا یہ مصرعہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے ذریعہ سرانجام دئے جانے والی بلا امتیاز مذہب وملّت خدمتِ انسانیت کی طرف غمازی کررہا ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہر قوم کی زندگی اسکے نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ نوجوانوں کی اصلاح اور انکے اخلاق کی درستی اس بات کی ضامن ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم کی ترقی کے لئے کس قدر معاون اور مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ آج دنیا کے پردہ پر جماعتِ احمدیہ واحد جماعت ہے جسکا ہر فرد اپنی عمر کے لحاظ سے کسی نہ کسی تنظیم سے منسلک ہے۔ اور ایک خاص دستور اور لائحہ عمل کے مطابق ہر فرد، سبقت فی الخیرات کے جذبہ سے سرشار ہوکر آگے بڑھ رہا ہے۔ اور اس عالمگیر نظام کی برکت سے ہر احمدی اپنی خداداد صلاحیتوں کو بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے استعمال میں لاتا ہے۔ اور اپنے اموال اور اوقات کو خالصۃً لوجہ اللہ بنی نوع انسان کی بھلائی میں صَرف کرتا ہے اور اسکے بہترین نتائج برآمد ہورہے ہیں۔ بین المذاہب اخوت ومحبت کو قائم کرنے اور اسکو فروغ دینے میں جماعتِ احمدیہ اور اسکی ذیلی تنظیموں کی جو کوششیں ہورہی ہیں، وہ قابلِ تعریف ہیں۔ غیر بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ قدرتی آفات ومصائب کے مواقع ہوں، حوادث ہوں یا فسادات، ہر موقعہ پر جماعتِ احمدیہ مظلوم اور دُکھی انسانیت کی خدمت پر کمربستہ رہتی ہے۔ عقائد ونظریات کے اختلافات سے بالا ہوکر انسانی قدروں کی از سرِ نو ترویج اور احیاء کے لئے جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر خدمات بلاشبہ بے مثل وما نند ہیں۔ یہ دراصل قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنّت کو اپنانے کا ہی نتیجہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خلفاء کرام کی خصوصی توجہ اور تربیت کا ہی ثمرہ ہے۔

مگر آج مسلمان عالمگیر سطح پر بدنام ہیں۔ اسکی وجہ اسلام یا اسلامی تعلیمات یا عقائد ونظریات نہیں بلکہ انکے خودغرض راہنماؤں اور تقوٰی سے عاری، عرفان سے خالی، علماء سوء کا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ ان ملاؤں کی غلط تربیت کے نتیجہ میں اسلام جو امن، حلم اور صلح اور آشتی کا علمبردار ہے ظلم وتشدّد اور فتنہ فساد کا مذہب سمجھا گیا ہے۔ دراصل یہ وہی منظر پیش کرتا ہے بقول علامہ اقبالؔ "یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود"۔ آج کے مسلمان علماء اپنے نوجوانوں کو اخلاق وعلم کے زیوروں سے آراستہ کرنے کی بجائے انہیں کلاشنکوف کلچر کی ٹریننگ دے رہے ہیں اور مذہبی انتہاء پسندی کا نعرہ بلند کرکے نوجوانوں کی روح انسانیت اور اخلاق تک کو ختم کیا جارہا ہے۔ حالانکہ اسلام میں انتہاء پسندی کا تصور ہی نہیں ہے۔ اسلام نے اپنی امّت کو "خیر امت" "امۃً وسطاً" "اعتدال پسند قوم قرار دے کر ایسے تمام غلط تصور کو یکسر مٹادیا ہے۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کیا جائے، شعائر قومیہ اور عبادت خانوں کا احترام کیا جانا بھی از حد ضروری ہے۔ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ جنگ میں بھی اپنے متبعین کو یہ حکم دیا کرتے تھے کہ کسی عبادت گاہ کو نقصان نہیں پہنچانا، راہبوں کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت کو نہیں کاٹنا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان زرّیں اصول کی پابندی کی اور اسکے نتیجہ میں اسلام نے اشد ترین دشمنوں کے دِل بھی فتح کرلئے۔

پس آج مسلمانوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلامی تعلیم کی طرف واپس آجائیں اور اسوۂ رسول کو اپنا حرزِ جان بنائیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتی جائے تو لازماً ان کے حقوق بھی محفوظ ہوں گے۔ اپنے حقوق کے لئے کلاشنکوف کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جہاد کے غلط تصور میں پڑکر اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

پس نوجوان اپنی سوچوں اور اپنے اعمال کو اس طریق پر سنواریں کہ وہ اپنی قوم کی بھلائی اور بہبودی کے لئے، دنیا میں سب کا بھلا چاہتے ہوئے آگے بڑھیں اور اپنے حقوق کی خاطر دوسروں کے حقوق پامال کرنے والے نہ ہوں۔ تو لازماً تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا امن اور شانتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

......زین الدین حامد

از کتاب تفسیر القرآن

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿العلق﴾

قسط:۱۵

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے ماخوذ

پھر عَلَّمَ بِالْقَلَم کے ایک یہ معنے بھی ہیں کہ قرآن کریم کے ذریعہ آئندہ سارے علوم دنیا میں پھیلیں گے۔ چنانچہ جس قدر علوم نظر آتے ہیں یہ سب قرآن کریم کے طفیل معرضِ وجود میں آئے ہیں۔

قرآن کریم عربوں میں نازل ہوا اور عرب بالکل جاہل تھے۔ اُنہیں کچھ پتہ ہی نہ تھا کہ تاریخ کس علم کا نام ہے یا صرف اور نحو کون سے علوم ہیں یا فقہ اور اصولِ فقہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر جب قرآن کریم پر ایمان لانے کی سعادت اُن کو حاصل ہوگئی تو قرآن کریم کی وجہ سے اُنہیں اِن تمام علوم کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مثلاً جب انہوں نے قرآن کریم میں پڑھا کہ پہلے زمانوں میں فلاں فلاں انبیاء آئے ہیں اور اُن کے ساتھ یہ یہ واقعات پیش آئے تھے تو قرآن کریم کی صداقت ثابت کرنے کیلئے اُنہیں گذشتہ واقعات کی چھان بین کرنی پڑی اور اس طرح علمِ تاریخ کی ایجاد عمل میں آئی۔ پھر بے شک قرآن کریم عربی زبان میں تھا اور اہلِ عرب کے لئے اُس کا سمجھنا یا اس کی صحیح تلاوت کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا۔ مگر جب اسلام نے عرب کی سرزمین سے باہر قدم رکھا تو غیر اقوام کے میل جول کی وجہ سے عربوں میں بھی اعراب کی غلطیاں شروع ہوگئیں جس پر اُنہیں اس زبان کے قواعد جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس طرح علم صرف اور نحو کی ایجاد ہوگئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالاسود اپنے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کی بیٹی قرآن کریم کی آیت اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلُہٗ کو اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھ رہی ہے۔ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ہی مشرکوں سے بیزار ہیں مگر رَسُوْلُہٗ کے بجائے رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے یہ معنے بن جاتے ہیں کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی گویا پیش کی جگہ زیر پڑھنے سے آیت کے کچھ کے کچھ معنے ہوگئے۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا ہمارے ملک میں اب بہت عجمی لوگ آگئے ہیں اور ہماری بیٹیاں بھی اُن سے بیاہی گئی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری زبان خراب ہوگئی ہے۔ میں ابھی اپنے گھر گیا تھا تو میں نے اپنی بیٹی کو اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلُہٗ کی بجائے اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھتے سنا۔ اگر اُسی طرح غلطیاں شروع ہوگئیں تو طوفان برپا ہو جائے گا۔ اِس کے انسداد کے لئے ہمیں عربی زبان کے متعلق قواعد مدوّن کرنے چاہئیں تا کہ لوگ اس قسم کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ حضرت علیؓ اُس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اُسی وقت آپ نے بعض قواعد بتلائے اور پھر فرمایا اُنْحُ نَحْوَہٗ وَ نَحْوَہٗ اس بنیاد پر اور بھی قواعد بنالو۔ چنانچہ اسی بناء پر اس کو علمِ نحو کہا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کے معانی کیلئے لغت لکھی گئی۔ کیونکہ عربوں کو خیال آیا کہ جب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو وہ قرآن کریم کے معنے کس طرح سمجھیں گے۔ پس لغت بھی قرآن کریم کی خدمت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے بعد قرآن کریم کی تشریح کے لئے علمِ فقہ اور اصولِ فقہ کی ایجاد عمل میں آئی۔ اسی طرح علمِ معانی اور علم بیان محض قرآن کریم کے طفیل ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم

کے محاورات اور اُس کے استعارات کی حقیقت واضح کرنے کیلئے بلاغت کی بنیاد پڑی کیونکہ اس کے بغیر قرآنی محاورات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

اس فن کے متعلق لُغت کی کتب میں ایک لطیفہ بیان ہوا ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی شخص نے مجلس میں اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم میں بعض ایسی باتیں آتی ہیں جو عقل کے بالکل خلاف ہیں مثلاً لکھا ہے یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ (کہف ۱۰ع ۱) کہ دیوار یہ ارادہ کر رہی تھی کہ گر جائے۔ بھلا دیوار بھی کبھی گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے یہ کیسی جاہلوں والی بات ہے جو قرآن کریم نے کہی ہے۔ ایک اور عالم شخص وہاں موجود تھے مگر اُنہیں اِس اعتراض کا جواب نہ آیا وہ حیران تھے کہ میں کیا کہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی اُس شخص نے اپنے نوکر کو جو کسی اچھے قبیلے میں سے تھا بلایا اور اُسے کہا میرا فلاں دوست بیمار ہے جاؤ اور اس کا حال دریافت کر آؤ۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی آکر کہنے لگا حضور میں کیا عرض کروں یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ تو مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس شخص پر گھڑوں پانی پھر گیا کہ میں جو کچھ اعتراض کر رہا تھا اُس کا جواب مجھے اپنے نوکر کے ذریعہ مل گیا۔ اُس کا اعتراض یہ تھا کہ دیوار کبھی ارادہ کیا کرتی ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اُسے اس رنگ میں دیا کہ اُس کے اپنے نوکر نے اُسے آکر کہدیا کہ یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ مرنے کا ارادہ کر رہا ہے حالانکہ مرنے کا کوئی شخص ارادہ نہیں کیا کرتا۔ دراصل یہ ایک استعارہ تھا اور اس کے معنے یہ تھے کہ وہ مرنے پر تیار ہے۔ اِسی طرح یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ کے معنے یہ ہیں کہ وہ دیوار گرنے پر تیار نہ تھی نہ یہ کہ دیوار کوئی جاندار چیز ہے جو گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے۔

(جاری)

''روح قطرہ قطرہ جسم میں پگھلی تمام رات''

برکھا جو ذکرِ یار کی برسی تمام رات
کھیتی وفا و عشق کی پنپی تمام رات

قلبِ حزیں کی شدتِ درد والم میں خوب
آہ و بُکا و کرب میں گزری تمام رات

دردِ فراق یار کہ جاں تک اُتر گیا
مئے اشک اشک آنکھ سے ٹپکی تمام رات

شوقِ وصالِ دوست میں اک دُھنِ امید
ابر کرم میں رقصتی، بھیگی تمام رات

اک جذبۂ ملاپ کی حدّت میں جان جاں
روح قطرہ قطرہ جسم میں پگھلی تمام رات

جب دشتِ غم میں کھوگئی تنہائیوں کی شام
پھر یادِ ہجرِ یار میں مہکی تمام رات

اب چشمِ نیم باز کو مل جائے کچھ سکوں
جو رَت جگا کئے رہی پگلی تمام رات

اِک ہاتھ پر ستارہ و شبنم لئے ہوئے
یوں زینہ زینہ صبح پہ اُتری تمام رات

لو صبحِ اطمینان، ظفر ہو گئی طلوع
جاں جس کی انتظار میں تڑپی تمام رات

(مبارک احمد ظفر)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 17 مئی 2002ء)

کلام الامام

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انسان کو حقیقی طور پر اس وقت نجات یافتہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس کے تمام نفسانی جذبات جل جائیں اور اس کی رضا خدا کی رضا ہو جائے اور وہ خدا کی محبت میں ایسا محو ہو جائے کہ اس کا کچھ بھی نہ رہے۔ سب خدا کا ہو جائے اور تمام قول اور فعل اور حرکات اور سکنات اور ارادات اس کے خدا کے لئے ہو جائیں۔ اور وہ دل میں محسوس کرے کہ اب تمام لذّات اس کی خدا میں ہیں اور خدا سے ایک لحہ علیحدہ ہونا اس کے لئے موت ہے اور ایک نشہ اور سکر محبت الٰہی کا ایسے طور سے اس میں پیدا ہو جائے کہ جس قدر چیزیں اس کے ماسوا ہیں سب اس کی نظر میں معدوم نظر آویں اور اگر تمام دنیا تلوار پکڑ کر اس پر حملہ کرے اور اس کو ڈرا کر حق سے علیحدہ کرنا چاہے تو وہ ایک مستحکم پہاڑ کی طرح اسی استقامت پر قائم رہے اور کامل محبت کی ایک آگ اس میں بھڑک اٹھے اور گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے اور جس طور سے وہ لوگ اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنے عزیز دوستوں سے محبت رکھتے ہیں اور محبت ان کے دلوں میں دھنس جاتی ہے کہ ان کے مرنے کے ساتھ ایسے بے قرار ہو جاتے ہیں کہ گویا آپ ہی مر جاتے ہیں یہی محبت بلکہ اس سے بہت بڑھ کر اپنے خدا سے پیدا ہو جائے یہاں تک کہ اس محبت کے غلبہ میں دیوانہ کی طرح ہو جائے اور کامل محبت کی سخت تحریک سے ہر ایک دکھ اور ہر ایک زخم اپنے لئے گوارا کرے تا کسی طرح خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ جب انسان پر اس مرتبہ تک محبت الٰہی غلبہ کرتی ہے تب تمام نفسانی آلائشیں اس آتش محبت سے خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہیں اور انسان کی فطرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو وہ دل عطا ہوتا ہے جو پہلے نہیں تھا اور وہ آنکھیں عطا ہوتی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اور اس قدر یقین اس پر غالب آجاتا ہے کہ اسی دنیا میں وہ خدا کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور وہ جلن اور سوزش جو دنیا داری کی فطرت کو دنیا کے لئے جہنم کی طرح لگی ہوئی ہوتی ہے وہ سب دور ہو کر ایک آرام اور راحت اور لذت کی زندگی اس کو مل جاتی ہے تب اس کیفیت کا نام جو اس کو ملتی ہے نجات رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی روح خدا کے آستانہ پر نہایت محبت اور عاشقانہ تپش کے ساتھ گر کر لازوال آرام پا لیتی ہے اور اس کی محبت کے ساتھ خدا کی محبت تعلق پکڑ کر اس کو اس مقام محویت پر پہنچا دیتی ہے جو بیان کرنے سے بلند اور برتر ہے۔ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے"

(روحانی خزائن جلد 23 ص 18-417)

دنیا کا سب سے بڑا مؤثر انسان

مصنف۔مائیکل ہارٹ
ترجمہ۔محمد زکریا ورک،کینیڈا

تعارف

کتاب دی ہنڈریڈ The Hundred مصنفہ مائیکل ہارٹ میں شائع ہونیوالے مضمون محمد۔دنیا کا سب سے بڑا مؤثر انسان ۔ کا پچھلے بیس سالوں میں بہت چرچا ہؤا ہے صدیوں مضمون نگاروں نے اپنے مضامین میں اس کا حوالہ دیا ہے یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں نیویارک سے منظر عام پر آئی کتاب میں دنیا کی ایک صد مؤثر ترین شخصیات کے حالات زندگی اوران کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں کتاب میں تصاویر اور ڈایا گرام بھی دئے گئے ہیں۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان ایک سو عظیم انسانوں کی فہرست میں نمبر ایک انسان سرورکونین محمد مجتبیٰ ﷺ کو قرار دیا گیا ہے کتاب کا پورا نام یہ ہے:

A Ranking of the most influential persons of history

فاضل مصنف نے ارب ہا ارب انسانوں میں سے جو روئے زمین پر اب تک پیدا ہو چکے ہیں اور ایک تخمینے کے مطابق یہ تعداد بیس بلین کے قریب ہے ان میں سے حضور سرور پاک ﷺ کو سب سے مؤثر ترین انسان قرار دینے کے لئے جو Criteria استعمال کیا ہے اس بارہ میں وہ کہتا ہے کہ کتاب میں صرف مؤثر ترین انسانوں کا ذکر کیا گیا ہے نہ کہ عظیم ترین انسانوں کا اس کے خیال میں دنیا میں عظیم انسان تو بہت ہو چکے ہیں مگر وہ کون سا انسان تھا جس نے تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ انسانوں پر دیر پا اثر چھوڑا ہے ایسا اثر جس نے لوگوں کی زندگیوں کو خاص روپ دیا اور دنیا کو بھی ایک خاص رنگ میں ڈھال دیا۔

مثلاً جس انسان نے پہیہ ایجاد کیا وہ شخص یقیناً مؤثر ترین انسان تھا یا جس شخص نے لکھنے کا طریق ایجاد کیا وہ بھی مؤثر ترین انسان تھا مصنف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عیسائیت کے عقائد وضع کرنے میں ان کے کم اثر کا ذکر کیا ہے اس کے برعکس آنحضور ﷺ کا اسلامی عقائد وضع کرنے میں بہت اثر اور عمل درآمد تھا مصنف نے اس فہرست کی تیاری میں مؤثر ترین انسان کا انتخاب کرتے ہوئے درج ذیل خواص کو مدنظر رکھا ہے شہرت۔نیک نامی۔قابلیت استعداد صاحب کمال۔اور بلند کردار والا یعنی عالی شان۔

فہرست میں دئے گئے سو انسانوں میں پہلے دس مؤثر ترین انسانوں کے نام ترتیب وار یہ ہیں: محمد ﷺ۔نیوٹن۔حضرت عیسیٰ۔گوتم بدھا۔کنفوشس۔سینٹ پال۔سائی لون۔گوٹن برگ۔کولمبس اور۔آئن سٹائین کتاب کے نصف آخر حصہ کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تاریخ ساز زندگی سے ہوتا ہے سب سے آخر پر نیلز بوہر Niels Bohr کے حالات زندگی دئے گئے ہیں۔

چونکہ نبی پاک سرورکونین ﷺ کا ذکر سر فہرست کیا گیا ہے اسلئے مصنف کی امانت علمی اور غیر جانب داریت صاف ظاہر ہوتی ہے مصنف نے بلا شبہ دنیا کی شخصیات کے انتخاب اوران سو کی فہرست کی ترتیب اوران کی زندگی کی جانچ پڑتال میں بہت جگر

سوزی سے کام لیا ہے کتاب میں دیئے گئے ملحقات بھی بہت معلومات افروز ہیں یعنی ہسٹاریکل چارٹ۔ مختلف جدول اور انڈیکس۔ کتاب کے اختتام پر Honorable Mentions کے عنوان کے تحت مزید سوانسانوں کے نام دیئے گئے ہیں اور پھر دس شخصیات کی زندگی مختصر الفاظ میں بیان کی گئی ہے اس فہرست دوم میں صرف ایک مسلمان یعنی ترکی کے سلطان محمد دوم کا ذکر کیا گیا ہے۔

(محمد زکریا ورک۔ کنگسٹن کینیڈا۔ ۱۹ جون ۲۰۰۱)

اب اصل متن کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

دنیا کی مؤثر ترین شخصیات کی فہرست میں پہلے نمبر پر محمد ﷺ کا انتخاب کرنے پر غالباً کچھ لوگ حیران ہوں گے اور کچھ شاید استفسار کریں گے لیکن تاریخ انسانی میں وہ تنہا شخصیت تھے جو مابہ الامتیاز مذہبی اور دنیوی سطحوں پر کامیاب رہے تھے۔

(حضرت) محمد ﷺ کا نسب اگرچہ منکسر المزاج خاندان سے تھا اس کے باوجود انہوں نے نہ صرف دنیا کے ایک عظیم مذہب کی بنیاد رکھی بلکہ اس کی وسیع اشاعت وتشہیر کے بھی وہ بانی مبانی تھے اسی وجہ سے وہ مؤثر سیاسی لیڈر بھی بن گئے آج ان کی رحلت کے تیرہ صدیوں بعد بھی ان کا انفلوئینس نہایت طاقت ور اور وسیع ہے۔

اس کتاب میں مذکور بیشتر افراد کو یہ اضافی فائدہ حاصل تھا کہ وہ مختلف تہذیبوں کے مراکز میں پیدا ہوئے یہ تہذیبیں حد سے زیادہ کلچرڈ اور سیاسی اعتبار سے محوری ممالک میں تھیں (حضرت) محمد ﷺ تاہم ۵۷۰ء میں مکہ کے شہر میں پیدا ہوئے جو جنوبی عرب میں واقعہ تھا اور جو دنیا کا اس وقت پس ماندہ علاقہ تھا یہ تجارت۔ فنون۔ اور علوم کے مراکز سے دور افتادہ تھا۔ وہ چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے اور ان کی پرورش متوسط ماحول میں ہوئی اسلامی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لکھنے پڑھنے سے نابلد تھے آپ کی مالی حالت قدرے بہتر ہو گئی جب انہوں نے زندگی کے پچیسویں زینہ پر قدم رکھنے پر ایک مالدار بیوہ سے شادی کی بایں ہمہ جوں ہی آپؐ چالیس سال کے ہوئے تو بظاہر کوئی خارجی آثار نظر نہ آتے تھے جو یہ بتلاتے کہ آپ ایک نمایاں اور ممتاز شخصیت تھے۔

عربوں کی اکثریت اس دور میں (اعتقادی طور پر) مشرک تھی جو بہت سے دیوتاؤں پر یقین رکھتے تھے اگرچہ مکہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی تھوڑی تعداد موجود تھی اور انہی لوگوں سے بلاشبہ آپؐ نے ابتداء میں واحد اور قادر مطلق خدا کا علم حاصل کیا جو ساری کائنات پر حکومت کرتا ہے جب آپؐ چالیس برس کے ہو گئے تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہی خدائے واحد ویگانہ ان سے کلام کرتا ہے اور اس نے انہیں سچے عقیدہ کی تبلیغ و رسالت کے لئے منتخب کیا ہے۔

تین سال تک محمد ﷺ نے قریبی دوستوں اور متعلقین کو پیغام حق پہنچایا پھر انہوں نے ۶۱۳ء کے لگ بھگ عوام الناس کو پیغام دین پہنچانا شروع کیا رفتہ رفتہ جوں جوں آپ کے معتقدین کی تعداد بڑھنا شروع ہوئی تو مکہ کے ارباب اقتدار انہیں خطرناک باعث زحمت فتنہ شمار کرنے لگے تو پھر ۶۲۲ء میں محمد ﷺ اپنی جان کی سلامتی سے خوف زدہ ہو کر مدینہ فرار ہو گئے (یہ شہر مکہ کے شمال میں ۲۰۰ میل کی مسافت پر واقع ہے) جہاں انہیں مناسب لحاظ سے سیاسی طاقت کی پوزیشن پیش کی گئی۔

محمد ﷺ کی ہجرت یہ فرار جسے ہجرت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ دراصل نبی (صلعم) کی زندگی میں نقطہ تحول تھا مکہ میں ان کے معدودے چند متبعین تھے مگر مدینہ میں متبعین کی تعداد میں گراں قدر اضافہ ہوا اور جلد ہی انہوں نے اتنا انفلوئینس حاصل کر لیا کہ وہ گویا مطلق العنان ہو گئے اگلے چند سالوں میں اگر

چہ محمد ﷺ کے پیروکاروں کی تعداد میں سرعت سے اضافہ ہوا اس دوران مکہ اور مدینہ میں معرکوں کا سلسلہ وقوع میں آیا یہ لڑائیوں کا سلسلہ ۶۳۰ء میں نقطہ انجام کو پہنچا جب محمد ﷺ نے فاتح بن کر مکہ کی طرف مراجعت کی ان کی زندگی کے بقیہ ڈھائی سالوں میں عرب قبائل نے تیزی سے نئے مذہب کو قبول کیا جب محمد ﷺ کی وفات ۶۳۲ء میں ہوئی تو وہ تمام جنوب عرب کے حقیقی حکمران بن چکے تھے۔

عرب کے بدو قبائل خونخوار جنگ جو کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کم تھی ان میں تفرقہ اور باہمی جنگ بازی قہر الٰہی بن چکا تھا یہ لوگ شمال عرب میں واقع حکومتوں سے جو زراعتی علاقوں میں تھیں ان کی فوجوں سے ہرگز مقابلہ نہ کر سکتے تھے البتہ محمد ﷺ کے ذریعہ یہ لوگ پہلی تاریخ میں متحد ہوئے اور سچے خدائے واحد کے عقیدہ پر یقین کی وجہ سے ان میں روح پھونکے جانے پر یہ عرب کی چھوٹی چھوٹی افواج تاریخ انسانی کی حیرت انگیز فتوحات کے سلسلہ پر گامزن ہوئیں ملک عرب کے نارتھ ایسٹ کی طرف ساسانیوں کی نیم ایرانی بادشاہت قائم تھی اور نارتھ ویسٹ کی طرف بازنطینی شہنشاہیت یا ایسٹرن رومن ایمپائر تھی جس کا دارالخلافہ استنبول تھا۔ عددی طور پر عرب کے عوام اپنے مدمقابل دشمن کیلئے کوئی قابل خوف چیز نہ تھے لیکن میدان جنگ میں ان روح پھونکے ہوئے عربوں نے انتہائی سرعت سے پورے عراق شام اور فلسطین کے علاقہ کو اپنے زیرنگین کرلیا ۶۴۲ء آنے تک مصر کا ملک بازنطینی بادشاہت سے چھینا جا چکا تھا جبکہ ایرانی فوجوں کو قادسیہ کی جنگ (۶۳۷ء) اور نہاوند کی جنگ (۶۴۲ء) میں دندان شکن شکست کے ساتھ پوری طرح کچل دیا گیا تھا۔

جنگی فتوحات

لیکن ان عظیم الشان جنگی فتوحات کے باوجود۔ جو محمد ﷺ کے قریبی دوستوں اور متصل جانشینوں جیسے ابوبکرؓ۔ اور عمر ابن الخطابؓ کی لیڈرشپ میں ممکن ہوئیں۔ عرب پیش قدمی کا اسی پر خاتمہ نہ ہوا ۷۱۱ء تک عرب افواج نارتھ افریقہ سے لیکر بحر اوقیانوس تک مکمل طور پر چھا چکی تھیں اس کے بعد انہوں نے شمال کی طرف رخ کیا اور جبل الطارق کے قریب سمندر سے اتر کر انہوں نے اسپین کی وزگوتھک مملکت کو بھی فتح کرلیا

کچھ عرصہ کیلئے البتہ لگتا تھا کہ مسلمان پورے کے پورے عیسائی یوروپ کو بھی مکمل طور پر فتح کرلیں گے البتہ ۷۳۲ء میں فرانس کی جنگ طور Battle of Tours میں مسلمان فوجی جو قلب فرانس تک پیش قدمی کرچکی تھی فرانکس کے جوابی حملہ سے شکست کھا گئی بہرکیف بہ مشکل ایک سو سال کی جنگوں کے بعد یہ قبائلی بدو۔ محمد ﷺ کے پیغام سے روح پھونکے جانے پر ایک ایسی ایمپائر کے نقش ونگار تیار کر چکے تھے جو ہندوستان کی سرحدوں سے لیکر بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی اور جو اتنی عظیم ایمپائر تھی جو دنیا کے مشاہدہ میں کبھی اس سے پہلے نہ آئی تھی ہر وہ جگہہ یا علاقہ جو ان فوجوں نے فتح کیا وہاں بڑے پیمانے پر نئے مذہب میں لوگ فوج در فوج شامل ہوگئے

تاہم ان فتوحات کو زیادہ عرصہ تک دوام حاصل نہ رہا ایرانی قوم اگرچہ محمد ﷺ کے مذہب کی ابھی تک پیروکار ہے مگر وہ اس دوران عرب قوم سے آزادی حاصل کرچکے ہیں اور سپین میں سات سو سال کے جنگ وجدال کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار عیسائیوں نے پورے جزیرہ نما پر دوبارہ تسلط حاصل کرلیا البتہ عراق۔ اور مصر جو دو پرانی تہذیبوں کے مرکز تھے ابھی تک ہر رنگ میں عرب ہیں نیز نارتھ افریقہ کا تمام ساحلی علاقہ بھی اب تک عرب چلا آرہا ہے یہ جدید مذہب درمیانی صدیوں کے عرصہ میں مسلمانوں کی اصل فتوحات کی سرحدوں سے دور پار تک پھیلتا رہا اس نئے دین کے پیر

دکاروں کی تعداد اس وقت افریقہ اور سینٹرل ایشیا میں ملین در ملین ہے بکہ پاکستان ۔شمالی ہندوستان ۔اور انڈونیشیا میں تو اس سے بھی زیادہ ہے انڈونیشیا میں یہ نیا دین اتحاد کا باعث بنا ہے اگر چہ برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں ٹکراؤ اتحاد پیدا کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

تاریخ انسانی پر آپؐ کا اثر

تو پھر تاریخ انسانی پر محمد ﷺ کے مجموعی اثر کا تخمینہ کوئی کیسے لگا ئے ؟ مذہب اسلام اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر بڑی کثرت سے اثر ڈالتا ہے جس طرح کہ دوسرے مذاہب اثر ڈالتے ہیں اسی بناء پر دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے بانیوں کو اس کتاب میں نما یاں جگہہ دی گئی ہے چونکہ دنیا میں مسلمانوں کی نسبت عیسائی دوگنا تعداد میں بستے ہیں اس لئے دفعتاً یہ بات تعجب خیز معلوم ہوتی ہے کہ محمد ﷺ کو (حضرت) عیسیٰؑ سے بڑا رتبہ اس فہرست میں دیا گیا ہے اس انتخاب کی دو وجوہات ہیں اول محمد ﷺ نے اسلام کے ارتقاء اور نمود میں بہت اہم رول ادا کیا بہ نسبت (حضرت) عیسیٰؑ کے۔اگر چہ عیسائیت کے ابتداء اور ارتقاء میں عیسائیت کے بڑے بڑے اساسی اور اخلاقی ضوابط وضع کرنے کے ذمہ دار (حضرت) عیسیٰؑ تھے (جہاں تک کہ یہ یہودیت سے ممتاز ہیں) فی الحقیقت سینٹ پال عیسائی تھیالوجی کو وضع کرنے کا ذمہ دار ہے جو اس کا سب سے عظیم مبلغ اور عہد نامہ جدید کے بڑے حصہ کا مصنف بھی ہے۔

محمد ﷺ نے اس کے برعکس مذہب اسلام کے چیدہ چیدہ اخلاقی اور بنیادی عقائد اور اس کی تھیالوجی کو وضع کیا مزید برآں انہوں نے تبلیغ اسلام اور مذہب اسلام کے فرائض کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا اس کے علاوہ وہ مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کے مصنف بھی وہی ہیں (نعوذ باللہ۔ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے قرآن اللہ کا کلام ہے) جو ان کے داخلی جذبات واحساسات کا مجموعہ ہے (نعوذ باللہ۔جو اللہ تعالیٰ نے جا ہا ان پر نازل ہوا) جسے انہیں یقین تھا کہ وہ الہامات کی صورت میں اللہ کی جانب سے ان پر براہ راست نازل ہوا ہے یہ الہامی کلمات محمد ﷺ کی زندگی میں ہی کم وبیش پوری دیانت داری اور مستند طریق کار سے انکی رحلت کے جلد بعد اکٹھے کر لئے گئے ۔لہذا قرآن محمد ﷺ کے افکار وتعلیمات کی صحیح حقیقی ۔اور اصل الفاظ میں کافی حد تک (بلکہ سو فی صد) نمائندگی کرتا ہے

اس کے برعکس حضرت عیسیٰؑ کا کوئی ایسا مقدس مفصل صحیفہ محفوظ ہو کر ہم تک نہیں پہنچا ہے چونکہ قرآن مسلمانوں کیلئے اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ بائیبل عیسائیوں کیلئے ہے اس لئے قرآن کے ذریعہ محمد ﷺ کا انفلوئینس مسلمانوں کی زندگیوں پر بہت زیادہ ہے بلکہ بہت ممکن ہے کہ محمد ﷺ کا (متناسب اثر) اسلام پر بہت زیادہ ہے بہ نسبت (حضرت) عیسیٰؑ اور سینٹ پال (پولوس) کے عیسائیت پر مشترکہ اثر کے۔خالص مذہبی سطح پر دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ محمد ﷺ کا اثر تاریخ انسانی اتنا ہی ہے جتنا کہ (حضرت) عیسیٰؑ کا۔

مزید برآں محمد ﷺ (برخلاف حضرت عیسیٰؑ کے) مذہبی لیڈر ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی لیڈر بھی تھے حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تمام عرب فتوحات کے پیچھے ڈرائیونگ فورس ہونے کی بناء پر ان کو تمام دنیا کے سیاسی لیڈروں میں اول درجہ کا سب سے مؤثر لیڈر قرار دیا جانا چاہئے۔

بہت سارے تاریخی واقعات کے بارہ میں شاید کوئی شخص کہے کہ وہ ہر صورت میں ناگزیر تھے اور کسی خاص سیاسی قائد کے بغیر بھی انہوں نے وقوع پذیر ہونا ہی تھا مثلاً جنوبی امریکہ کی کالو نیز نے اسپین سے آزادی حاصل کر ہی لینی تھی خواہ سائمن بولیوار Bolivar کا وجود ہی نہ ہوتا لیکن عرب فتوحات کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا محمد ﷺ سے پہلے کوئی ایسا واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ یقین (قیاس) کرنے کی کوئی معقول وجہ ہے کہ ان کے

بغیر یہ فتوحات حاصل ہوسکتی تھیں تیرہویں صدی میں ہونے والی منگول فتوحات ہی ان عرب فتوحات کی قریب ترین مثال ہیں جو کہ بہت حد تک چنگیز خان کے بنیادی اثر کا نتیجہ تھیں اگر چہ یہ فتوحات عرب فتوحات سے زیادہ وسیع ترین تھیں مگر یہ پائیدار ثابت نہ ہوئیں اور آج منگولوں کے زیر قبضہ صرف وہی ممالک ہیں جو چنگیز خاں سے پہلے ان کے زیر نگیں تھے۔

عربوں کی جنگی فتوحات ان سے بہت زیادہ مختلف فتوحات تھیں عراق سے لیکر مراکش تک عرب ممالک کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو نہ صرف اسلام پر عقیدہ کی وجہ سے متحد ہے بلکہ زبان۔ تاریخ۔ اور کلچر کی وجہ سے بھی مذہب اسلام میں قرآن کی مرکزیت کی بناء پر نیز یہ (کتاب) عربی زبان میں لکھی ہوئی ہے فی الواقعہ اس امر نے عربی زبان کو ٹوٹ پھوٹ کر باہم غیر واضح بولیوں سے بچالیا ورنہ بصورت دیگر یہ زبانیں تیرہ صدیوں میں شاید جنم لے لیتیں۔ عرب ریاستوں کے مابین اختلافات اور تفرقے بلا شبہ موجود ہیں اور یہ اختلافات کافی زیادہ اور اہم ہیں لیکن یہ جزوی اختلافات ہمیں اندھا نہ کردیں اور ہم ان کے اندر اتحاد کے اہم عناصر کو پہچان نہ سکیں جو مسلسل ان میں چلے آرہے ہیں مثال کے طور پر نہ تو ایران اور نہ ہی انڈونیشیا جو دونوں تیل پیدا کرنے والے ممالک ہیں اور جو مذہب کے لحاظ سے اسلامی ہیں انہوں نے 1973-74 کے آئل ایمبارگو میں حصہ لیا تھا یہ کوئی اتفاقی بات نہیں کہ تمام عرب ریاستیں اور صرف عرب ریاستیں اس تیل کی پیداوار کی پابندی میں شریک ہوئیں تھیں۔

تو ہم پر یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ ساتویں صدی کی عرب فتوحات انسانی تاریخ میں ایک اہم کردار کرتی آرہی ہیں اور یہ سلسلہ آج کے زمانہ تک برقرار ہے مذہبی اور دنیوی اثر کا یہ وہ بے نظیر امتزاج ہے جو میرے خامہ خیال میں محمد ﷺ کو تاریخ انسانی کی تنہا سب سے مؤثر شخصیت قرار دیتا ہے۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

ھوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R).20432

۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R). 20351

محلہ احمدیہ قادیان

143516 پنجاب

Ph:-(Clinic)

01872-22278

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کی
مجالس سوال و جواب سے منتخب

عرفان کے موتی

مجلس عرفان منعقدہ محمود ہال مسجد فضل لندن مؤرخہ 15/فروری 1987ء

سوال: انبیاء علیہم السلام کے اس دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد کیا ان کا لایا ہوا مذہب ان کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے یا باقی رہ جاتا ہے؟ اگر باقی رہ جاتا ہے تو اس کی حفاظت کے کیا انتظام ہوتے ہیں۔

جواب: فرمایا اب تک دُنیا میں جتنے بھی مذاہب آئے ہیں ان کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں یعنی عالمگیر ہیں اور ہمیشہ کے لئے ہیں اور دُوسرے وہ جو وقت اور علاقے کے لحاظ سے محدُود تھے۔ قرآن کریم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تشریف لانے والے تمام انبیاء کرام اور ان کے دین اس دُوسرے زمرے میں شامل ہوتے ہیں کیونکہ ان کا مشن ایک خاص وقت اور خاص علاقے کے لئے مخصوص تھا۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو پہلے زمرے میں شامل ہوتا ہے کیونکہ اسکی تعلیم اتنی سادہ اتنی مکمل اور عالمگیر ہے کہ ہر زمانے میں ہر قسم کے انسانوں کی راہنمائی اور رُوحانی ضروریات پوری کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک خاص ڈیزائن کے تحت اسلام سے پہلے مذاہب کی مدّت معینہ کے بعد صف لپیٹی جانی ہی مقدر تھی کیونکہ نئے مذہب کی موجودگی میں پُرانا مذہب نہیں چل سکتا۔ مختلف مذاہب کی اپنی اپنی عمریں مقدر تھیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ہر تقدیر میں ملتی ہے۔ ہر چیز کی عمر مقدر ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف آیات میں بار بار نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ہر قوم کی ہم نے ایک عمر مقرر کر دی ہے جس سے نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے رہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ معینہ مدّت تک اللہ تعالیٰ نے ان مذاہب کی مرمّت کا مکمل انتظام فرمایا ہوا تھا۔ یہ بات تو آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ آجکل بھی جو سائنٹفک ذہن رکھنے والے لوگ ہیں وہ جب کوئی چیز بناتے ہیں مثلاً پُل وغیرہ تو اس کے اوپر اس کی عمر بھی لکھ دی جاتی ہے آج کل تو کھانے پینے کی اشیاء پر بھی عمریں لکھی ہوئی ہوتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ چیز بنانے والا ایک خاص وقت تک اس کی ذمہ داری لیتا ہے اس کے بعد اگر کوئی اس چیز کو استعمال کرے تو اس کی ذمہ داری بنانے والے پر عائد نہیں ہوتی۔ کیونکہ بعض اوقات کچھ عرصہ تک باقیات کے طور پر چیزیں عمر کے بعد بھی چلتی رہتی ہیں خواہ وہ کھنڈرات کی شکل میں باقی رہیں یا خرابات کی شکل میں لیکن وہ جاری ضرور رہتی ہیں۔ چنانچہ قدیم زمانے کی عمارتیں بھی جن کا بظاہر کوئی مصرف نہیں آج بھی محفوظ ہیں اور آج بھی فائدہ اٹھانے والا کچھ نہ کچھ اس سے ضرور فائدہ اٹھا سکتا ہے خواہ اس کی نوعیت تاریخی ہی کیوں نہ ہو بعینہٖ یہی صورت حال مذاہب کی ہے۔ اسلام کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ایک مذہب دنیا میں بھیجا ہے۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری اس نے خود قیامت تک کرنے کا وعدہ کیا ہے فرمایا۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (حجر 10:15) یعنی ہم نے یہ قرآن اُتارا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہم نے خود اپنے اُوپر لی ہے اور قیامت تک کوئی بھی اس حفاظت کے نظام میں مخل نہیں ہو سکے گا۔ نہ اس میں کوئی تبدیلی کر سکے گا اور نہ ہی اس میں کوئی کمی یا بیشی کی جاسکے گی دوسرے مذاہب کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ مذہب کا زیادہ حصہ محرف و مبدل ہو چکا ہے

لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کریم نے ان لوگوں کو جن تک ابھی اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور وہ ابھی تک اپنے پُرانے مذہب پر قائم ہیں جہنمی نہیں قرار دیا بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والے اور ان تعلیمات پر تقوٰی سے ایمان لانے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو (جو ان کے مذاہب کی ہیں) خواہ اُن کا کوئی بھی نام ہو ہرگز کوئی خوف نہیں کیونکہ ان کا حساب ان کے مذہب کے مطابق ہوگا لیکن جن تک اسلام کا مکمل پیغام پہنچ جانے اور حجت تمام ہو جانے کے بعد وہ انکار کرتے ہیں تو ایسے لوگ اپنی ہلاکت کا انتظام کریں گے یہ ایک عمومی خاکہ ہے اس کی مثال اس طرح بھی دی جاسکتی ہے کہ عمر ختم ہو جانے والے پُل پر اس کے بعد جو چلتا ہے وہ اپنے risk پر چلتا ہے اور اسی طرح جو ایسی سڑکوں پر سفر کرتا ہے جو مدّت مدید سے ترک ہو چکی ہیں وہ ان خطرات کو ملحوظ خاطر رکھ کر چلتا ہے جو ایسی سڑکوں پر پیش آسکتے ہیں وہاں اُنہیں ڈاکو بھی مل سکتے ہیں اور سانپ بچھو بھی کاٹ سکتے ہیں۔ نیز اس قسم کی سڑکوں پر پائے جانے والے گڑھوں میں بھی گرنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ ان تمام خطرات کے باوجود کھیتوں اور جنگلوں میں سفر طے کرنے سے یہ پُرانی سڑکیں بہر حال بہتر ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں کے پاس اسلام کی تعلیم نہیں پہنچی ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو وہ بالکل لا مذہب ہو کر زندگی گزاریں یا پھر جیسا بھی مذہب ان کو میسّر ہے اس کے ساتھ زندگی گزاریں اور اگر وہ تقوٰی کے ساتھ ان مذاہب پر چلتے رہیں جو بظاہر متروک ہو چکے ہیں تب بھی کچھ نہ کچھ فائدہ اُن کو لازماً پہنچے گا۔ اور ان لوگوں کی زندگی بنسبت ان لوگوں کی زندگی کے بہتر ہوگی جو بے مذہب ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔ اسلام نے پرانے زمانے کے مذاہب کی وہ تاریخ محفوظ رکھی ہے جن سلسلوں پر آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری شریعت لے کر آئے تھے اس کے علاوہ جو سلسلے تھے ان کا اشارۃً ذکر فرمایا۔ ان کی تفصیل محفوظ نہیں رکھی۔ لہٰذا ہم صرف اس سلسلے کی عمر جانتے ہیں جس کو خدا نے محفوظ رکھا ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے تو ان کے دین کا ایک سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چلتا ہے۔ درمیان میں جب بھی ضرورت آئی تو امّتِ موسوی کو ایک نیا boost ملا اور امّت موسوی ایک نئی نہج پر چل پڑی جس کی بنیادیں اگرچہ مکمل طور پر موسوی شریعت میں موجود تھیں مگر موسوی دَور کے برعکس مکمل درگزر کا دور تھا وہ تلوار کے بغیر پیغام پہنچانے کا مسیحیت کا ایک ایسا دور تھا جو مظلومیت کا دَور بھی کہلا سکتا ہے اور وہ دَور بہت کامیابی کے ساتھ قربانیوں کے بہت کٹھن راستے پر چلا۔ پھر وہ کامیابیاں بہت لمبی اور دیر پا ثابت ہوئیں اور آج بھی آپ کو اس کی جھلکیاں اس ملک میں نظر آئیں گی لیکن جہاں تک اس کی عمر کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ختم ہوگئی۔ اور اس مذہب کی حیثیت محض باقیات کی رہ گئی ہے۔

سوال: مسلمانوں میں اور بھی بہت سے فرقے ہیں اور کئی فرقوں کے عجیب وغریب عقائد ہیں لیکن ان کی مخالفت نہیں ہوتی اس کے برعکس تمام فرقے مل کر متحدہ طور پر صرف احمدیت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب: فرمایا قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کے مقابلہ پر سب اکٹھے ہو جاتے ہیں خواہ ان کے آپس میں کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ مذہبی تاریخ کی یہ ایک غیر متبدّل حقیقت ہے اس میں آپ کبھی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں بھی بیان فرمادیا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر:15) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک تیری مخالفت کا تعلق ہے اس میں یہ سب اکٹھے ہیں اور جہاں تک ان کی اپنی حالت کا تعلق ہے ان کے دل بٹے ہوئے ہیں وہ کبھی اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ کبھی ہوں گے چنانچہ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ اجتماع جماعتِ احمدیہ کے لئے ایمان کی تقویت کا باعث ہے اور وہ اس میں اپنی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان دیکھتی ہے کیونکہ اسلامی تاریخ میں تمام فرقوں کا آپس

کے اختلافات نظر انداز کر کے اگر کسی ایک فرقے کے خلاف اجماع ہوا ہے تو وہ جماعتِ احمدیہ ہی ہے باوجود اس کے کہ ان کے آپس میں اعتقادی لحاظ سے اور عملی لحاظ سے اختلافات بہت زیادہ ہیں بنسبت اس کے کہ جو انفرادی لحاظ سے ان کے جماعتِ احمدیہ سے ہیں۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ وہ آپس میں ایک دُوسرے کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ باہمی مخالفت بہت ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے ایک دَور میں ہندوستان کے مسلمانوں نے وہابی فرقے کی سخت مخالفت کی۔ اسی طرح شیعہ سُنّی ایک دُوسرے سے برسرِ پیکار رہے ہیں اور یہ صورتِ حال اب بھی قائم ہے۔ فرقوں کے درمیان رسّہ کشی تو ہمیشہ ہوتی آئی ہے لیکن جو واقعہ آج تک نہیں ہوا۔ وہ یہ ہے کہ کسی ایک فرقے کے خلاف باقی فرقوں کا عالمی اجماع ہو جائے یہ ایک ایسی امتیازی چیز ہے جس کو نیشنل اسمبلی میں سوالات کرتے وقت ہمارے مخالفین نے خود محسوس کیا اور اس کو بڑی اہمیت دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب سوالات کا جواب دینے کے لئے اسمبلی میں بلائے گئے تو مَیں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حوالوں سے یہ ثابت کیا کہ بُنیادی اختلافات باقی فرقوں میں بھی ہیں۔ لیکن آپ ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اگر چہ ان کے خلاف بھی کفر کے فتوے موجود ہیں لیکن ان سب کو چھوڑ کر آپ صرف ایک فرقے کی مخالفت کے لئے چُن لیں تو یہ بات تقویٰ کے خلاف ہے تو اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہاں ہمیں پتہ ہے کہ مخالفتیں ہم میں ہیں لیکن آج تک اُمّتِ محمدیہ میں کسی ایک فرقے کے خلاف اجماع کبھی نہیں ہوا۔ اور آپ کے خلاف تمام فرقوں کا اجماع ہو گیا ہے کہ آپ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں باقی بعض فرقے بعض کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اسی طرح مقابلے پر وہ فرقے کافر قرار دینے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ سِلسلہ تو ہمیشہ سے جاری ہے۔ لیکن یہ نکال کر دکھائیں کہ ایسا اجماع کبھی ہوا ہے؟ اس پر جماعتِ احمدیہ نے یہ تسلیم کیا کہ یہ تاریخی حیثیت بالکل صحیح ہے اور قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّ قُلُوبُهُمْ شَتّٰى اجماع ضرور ہوا لیکن قُلُوبُهُمْ شَتّٰى لیکن دل آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ اجماع صرف جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں ہوا ہے اس اجماع کا ذکر احادیث میں بھی موجود ہے۔ اگر تم کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا پیار ہے اور سچی محبت و عقیدت ہے اور تمہارا غلامی کا دعوٰی سچا ہے تو اس حدیث کی روشنی میں دیکھو کہ تمہارے اجماع کی حیثیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے بٹنے کا ذکر بڑے دردناک طریقے سے کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح یہود بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اسی طرح میری اُمّت بھی پھٹتے پھٹتے تہتّر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ پھر فرمایا ایک جماعت خدا بنائے گا تہترویں اور اس جماعت کے سوا باقی سارے فرقے ناری ہوں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ ان فرقوں سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جہنّم میں جائے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ناراضگی کا اظہار ہے کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں رہے گا۔ اس حدیث میں پہلی عظیم الشان بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سوادِ اعظم کا فیصلہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا آپؐ نے سوادِ اعظم کے فیصلے کو سچا قرار دینے والوں کے خلاف فتویٰ دے دیا ہے کہ دین میں اس کی کوئی بنیاد نہیں کہ چونکہ یہ سوادِ اعظم کا فیصلہ ہے اس لئے سچا ہے بلکہ تہترویں جماعت کو جو بعد میں آنے والی تھی سچا کہا اور بہتّر کو صداقت سے ہٹا ہوا بیان فرمایا اب وہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسمبلی میں جمع شدہ بہتّر فرقوں کی ایک کے مقابل کیا حیثیت ہوگی؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بڑے ادب سے اسمبلی کے ممبروں کو توجہ دلائی کہ تم مسلمان حکومت میں رہ کر اس اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کی اسمبلی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت نہ کرو اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند نہیں فرمائے گا تمہیں اس کی سزا ملے گی تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ تمہارے نزدیک بہتّر یہ ہیں اور ایک یہ ہے لیکن تم یہ نہیں کہہ سکتے

کہ بہتّر سچے ہیں اور ایک جھوٹا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتّر اور ایک کے مقابلہ میں بہتّر کو جھوٹا اور ایک کو سچا کہا ہے۔ تُم ہمیں جھوٹا ثابت کرنا چاہتے ہو تو سواد کے اندر رہ کر جھوٹا ثابت کرو لیکن سوادِ اعظم سے نکال کر ایک کو جھوٹا کہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں اس معاملہ میں تمہارا فیصلہ نہیں چلے گا خواہ تم بہتّر اکٹھے ہو کر فیصلہ کرو فیصلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چلے گا۔ ہاں آج تم اپنے ہاتھ سے اپنی تقدیر لکھ رہے ہو کہ ہم بہتّر ہیں اور یہ ایک ہے۔ فیصلہ کر کے تُم خود کشی کر رہے ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ کم از کم شیعہ ایران سے ہی نصیحت پکڑو۔ شیعہ ایران نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ بہتّر سچے اور ایک جھوٹا۔ انہوں نے کہا بہتّر غلط اور صرف شیعہ سچے اور اس طرح مسلمان کی تعریف یہ کی کہ جو شیعہ ہے وہ مسلمان ہے۔ چنانچہ ایران میں اس وقت صرف ایک ہی اسلام ہے یعنی شیعہ اسلام باقی قانونی طور پر کوئی اور مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔ اگر چہ تمہارے نزدیک یہ غلط ہوگا لیکن یہ فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت نہیں تمہارا دل نہیں چاہتا تو تم نہ مانو۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے کہ جہاں بہتّر کے مقابلہ میں ایک ہوگا وہاں تم بہتر کو سچا اور ایک کو جھوٹا نہیں کہو گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تو وارننگ دے کر بات ختم کر دی تھی۔ اب اس واقعہ کو جس پہلو سے دیکھیں بڑے ہی پُر لطف نئے نئے مضامین جماعت احمدیہ کے حق میں نکلتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اسمبلی کے فیصلہ میں لفظ بہتّر استعمال ہوا ہے اور اخباروں میں سُرخیاں بھی لگ گئیں کہ اسلام کے بہتّر فرقوں نے متفقہ طور پر جماعتِ احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ یہ چھپے ہوئے اخبار آج بھی موجود ہیں۔ لفظ بہتّر لکھا ہؤا ہے جو ان سے خدا کی تقدیر نے لکھوایا اور بعد میں پچھتائے اور بعض بعد میں کہتے بھی رہے کہ ہم میں بہتّر نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر جاری ہوگئی۔ بہتّر کا لفظ چھپ گیا۔

(ماخوذ از ہفت روزہ بدر قادیان، 30 رجون 1988ء ص 5-4)

مجلس علم و عرفان منعقدہ 15 فروری 1987ء

سوال: مسلمانوں پر ہر جگہ جو تباہی آ رہی ہے خاص طور پر فلسطینی مسلمانوں پر آپ کے خیال میں یہ خُدائی عذاب ہے یا دنیاوی سیاست کا نتیجہ؟ (ایک غیر از جماعت بھائی کا سوال)

جواب: فرمایا اگر خدائی عذاب کی اصل حقیت سمجھ آ جائے تو یہ سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ خدائی عذاب سے یہ مُراد ہر گز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زبردستی جہنم میں جھونک دے بلکہ جو لوگ قرآن کریم کا عرفان رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر عذاب انسان کا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے حتیٰ کہ جہنّم بھی انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرما چکا ہے کہ میں ظالم نہیں ہوں تم جو سزا پاؤ گے اپنے اعمال کی بناء پر پاؤ گے اور جہنّم تمہارا اپنا تیار کردہ ہوگا۔ اس بنیادی فلسفہ کی روشنی میں عذاب کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے یعنی جو انسان بھی مصیبت میں پڑتا ہے وہ خود اپنے آپ کو جہنّم میں جھونکتا ہے اور اپنے کئے کا پھل پا رہا ہوتا ہے۔ لیکن ابتلا کا مضمون عذاب کے مضمون سے علیحدہ ہے اور اس کا تعلق انبیاء کرام سے ہوتا ہے۔ ابتلا کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آتی ہے جس میں سچے پورے اترتے ہیں اور جھوٹے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا عذاب اور ابتلاء الگ الگ مضمون ہیں ان دونوں کو ہر گز اکٹھا نہ کریں۔ فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح تعلیم آ جائے اور اس تعلیم کو عمل کے سانچے میں ڈھال کر خدا کا ایک بندا سنت میں تبدیل کر دے یعنی صرف تعلیم ہی نہ رہے بلکہ عمل کا بھی ایک کوڈ (Code) تیار ہو جائے پھر اس پر نصیحتیں حکمتیں بیان ہو جائیں تو اس کے بعد جو بھی ان فیصلوں سے پیچھے ہٹے گا اور ان پر عمل چھوڑے گا اس کو لازماً سزا ملے گی اور جس حد تک وہ روگردانی کریگا اسی حد تک خود بخود اپنے لئے سزا تجویز کر رہا ہوگا۔ اگر آج مسلمان تکلیف میں ہیں تو اس کی وجہ لازمی یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی بنیادی تعلیم سے روگردانی کی ہے۔ اسلام کے بعض نہایت اہم احکام کو پسِ پشت ڈالا ہے' اسلامی تعلیم کو نیشنل ازم کیساتھ غلط ملط کیا ہے اگر وہ صالح رہتے اور اسلام کی بنیادی تعلیم

پر قائم رہتے تو یہ ممکن نہیں تھا کہ یہ عذاب جس میں آج بتلا ہیں انکو دیا جاتا کیونکہ صالح لوگوں کے متعلق تو قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ تھوڑے بھی ہونگے تو اکثریت پر غالب آئیں گے۔قرآن کریم میں کسی جگہ یہ نہیں لکھا ہوا کہ اکثریت صالحین کی ہو تو تھوڑے بدمعاش ان پر غالب آجائیں گے کیونکہ صالحیت اِتنی عظیم الشان طاقت پیدا کردیتی ہے کہ تھوڑے بھی اکثریت پر بھاری ہوتے ہیں لیکن فلسطین میں کیا ہو رہا ہے مٹھی بھر یہود کروڑوں مسلمانوں پر غالب آگئے ہیں اور دن بدن ان کا غلبہ شدید اور ہولناک ہوتا جارہا ہے اس قدر مظالم ان پر کھلم کھلا ہو رہے ہیں بھوک اور پیاس کے مارے ہوئے انسانوں پر بے دھڑک بمباری کی جارہی ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس گھناؤنے فعل کے خلاف انگلی تک نہیں اُٹھاتی ۔عیسائی حکومتیں تو خیر ہیں ہی اسلام کے خلاف خود مسلمان بھی خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔سعودی عرب کی حکومت نے اس ظلم کے خلاف کیا اقدامات کئے ہیں؟ عملی طور پر مدد کرنی تو کجا کسی نے زبان بھی نہیں ہلائی اور پھر یہ کہنا کہ یہ خدائی عذاب ہے اور ہم مظلوم مفت میں مارے جارہے ہیں سخت ظلم ہوگا اس صورت حال کی اصل وجہ یہ ہے کہ مسلمان اندر سے بالکل کھوکھلے ہوچکے ہیں ان میں اسلام قطعاً باقی نہیں رہ گیا اگر ان میں اسلام باقی ہوتا تو یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ تھوڑے سے بے دین لوگ زیادہ سچے اور دیندار لوگوں کو رسوا اور برباد کرکے رکھ دیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب پہلی دفعہ جہاد کی اجازت ملی تو خدا نے اپنے اوپر فرض کرلیا تھا کہ جہاد کی کمزوروں کو اجازت دے رہا ہوں لیکن اس وعدہ کے ساتھ کہ کمزور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ تمہیں غالب کرکے دکھائے گا پس جہاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ مشروط ہوکر اس کا جزء بن گیا فرمایا۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (الحج ۲۲:۴۰) اجازت دی جاتی ہے ان لوگوں کو جن کے خلاف دیر سے تلوار اُٹھائی جاچکی ہے یُقاتلون یعنی پہلے سے ان پر دشمن حملہ آور ہے انکو اب اجازت دی جاتی ہے کیونکہ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وہ مظلوم ہیں اور ان کو اس لئے تنگ کیا جاتا ہے کہ وہ کمزور ہیں اگر طاقتور ہوتے تو پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ کوئی ان کی طرف انگلی اُٹھاتا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ گو وہ بہت کمزور ہیں لیکن اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ اللہ تعالیٰ جو ان کو اس جہاد کی اجازت دے رہا ہے وہ اس بات پر قادر بھی ہے کہ ان کو غالب کرکے دکھائے اور وہ یہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کو غالب کردے گا یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھی ہے۔کوئی ایسی اور تقدیر جو اِس تقدیر کے مخالف چلتی نظر آئیگی جھوٹی اور غلط ہے اِس کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ۔پس اگر جہاد سچائی اور ایمان پر مبنی ہو اور جہاد کرنے والے جہاد کی شرائط پوری کرکے لڑ رہے ہوں تو ممکن نہیں کہ ہمارا سچا خدا اِس وعدے کو بھول جائے جو دُنیا کے سب سے سچے انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اس نے جاری فرمایا۔ اِس سے پکا وعدہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ یعنی میں صرف جہاد کی اِجازت ہی نہیں دیتا۔ بلکہ کمزوروں کو غالب آنے کی خوش خبری بھی ہے اِس لئے اگر یہ وعدہ آج مسلمانوں کے حق میں پورا نہیں ہو رہا تو اپنا تجزیہ کریں آپ نے خود روگردانی کرکے اللہ کی رحمت سے محرومی اِختیار کرلی ہے۔

دوسری بات جو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فرمائی تھی وہ تھی رَابِطُوْا یعنی اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو۔دُشمنوں کی سرحدوں کے اندر گھوڑے باندھ کر اپنی حفاظت کرو۔ان کی چالاکیوں سے باخبر رہو ایسا نہ ہو کہ جب دُشمن حملہ کرے تب تمہیں پتہ چلے رَابِطُوْا کا مطلب ہے کہ ہمیشہ سرحدوں پر نگرانی اور حفاظت کرتے رہو تا کہ پہلی لائن پر دُشمن ہو تو تم خبردار ہو جاؤ۔ آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ دُشمن مکّے اور مدینے داخل ہوگیا ہے اور عالمِ اسلام ابھی تک اِس سے بے خبر ہے اور فی الحقیقت یہ اِس قدر خوفناک صورت حال ہے کہ اگر مسلمانوں کو اِسلام سے سچّا پیار ہو تو راتوں کی نیند حرام ہوجائے۔سعودی عرب کو تمام عالمِ اسلام پر ٹھونسنے کی ایسی خوفناک سازش سامنے آرہی ہے پاکستان کلیۃً سعودی عرب کی مٹھی میں آگیا ہے اور امریکن طرز پر امداد دیکر ملائیشیا، انڈونیشیا، غرضیکہ تمام عالمِ اسلام کو قابو کیا جارہا ہے اور آج

کون مسلمان نہیں جانتا کہ سعودی عرب سو فیصد امریکہ کا غلام ہے اور ساری دنیا میں سعودی عرب سے بڑھ کر اور کوئی حکومت امریکہ کی مٹھی میں مکمل طور پر نہیں اور کون ایسا دُنیا کا آدمی ہے ہے جو اِس حقیقت سے ناواقف ہو کہ خود امریکہ اِسوقت کسطرح یہود کی گرفت میں جکڑا ہوا ہے۔ امریکہ کی اندرونی پالیسی خارجہ پالیسی اور مالی پالیسی یہود کی وضع کردہ ہے۔ اور امریکہ کا تمدّن اور معاشرہ سو فیصدی یہود کے قبضہ میں ہے۔ دراصل اُنکی پالیسیاں بنتی ہی اِسرائیل میں ہیں حتی کہ امریکن حکومت کا یہ حال ہے کہ اتنا بڑا ملک ہونے کے باوجود بیرونی ملکوں میں سازشیں کرنے کے لئے یہود کے تابع ہیں اِس صورت حال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ذرا سوچیں کہ اِس سے زیادہ خوفناک سازش اور کیا ہو سکتی ہے کہ مکّے مدینے کو عالمِ اسلام پر یہودیت نافذ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے ایک آواز جو مکّے اور مدینے سے پھوٹے گی اِس کو سُن کر سارے مُسلمان یہ سمجھیں گے کہ ہمارے آقا کی بستی کی آواز ہے ہم اِس کے سو فیصدی غلام ہیں سَمِعنَا و اَطَعنَا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور انکو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ آواز امریکہ سے ایک بازگشت ہے اِس آواز کی جس کا آغاز اسرائیل میں ہوا تھا۔ اِس طرح اِسرائیل جو عالمِ اسلام سے منوانا چاہے گا وہ امریکہ کی معرفت سعودی عرب کے راستے سے منوانا چلا جائے گا۔ اور کوئی بھی کچھ نہیں کر سکے گا وہابیت کو عالمِ اسلام پر نافذ کرنے کی نہایت ہی خوفناک سازش چل رہی ہے اور اِسکی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے ساری توجہ جماعت احمدیہ کی طرف مبذول کر دی گئی ہے یہ مشہور کیا جارہا ہے کہ احمدی اِسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ اور امریکہ کا غلام ملک پاکستان بیچارہ بڑی تندہی سے اِن اسرائیلی ایجنٹ احمدیوں کو نیست و نابود کرنے کی کوشش میں مصروف ہے دوسری طرف جو اصل ایجنٹ ہیں وہ کھلّم کھلا آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں اتنی معمولی سی بات مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ پاکستان کی موجودہ حکومت ایک لحہ کے لئے بھی امریکہ مرضی کے خلاف سانس نہیں لے سکتی۔ افغانستان اور دیگر مسائل کیوجہ سے ضیاء صاحب سو فیصدی امریکہ کی مُٹھی میں بند ہیں۔ اِتنے بڑے فیصلے جو جماعت احمدیہ کے خلاف ہوئے ہیں وہ امریکہ کی حمایت کے بغیر ممکن نہیں ہوئے اگر امریکہ چاہتا تو مارشل لاء کے بعد جمہوریت میں داخل ہوتے وقت جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلے ختم کئے جاسکتے تھے لیکن جمہوریت میں وہ فیصلے اور زیادہ شِدّت اختیار کر گئے اور پھر پتہ چلا کہ امریکہ نے اقتدار کی Package deal میں احمدیوں کے خلاف قانون شامل کیا اور amendments میں پہلے سے زیادہ سخت شکل میں شامل کیا۔

کیونکہ انکو علم تھا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی سچی ہمدرد جماعت ہے لہٰذا لوگوں کی توجہ اگر اِنکی طرف رہیگی تو سعودی عرب کی سازشوں پر نظر نہیں جائیگی۔ سعودی عرب کو ہیرو بنا کر پیش کرنا امریکہ کے مفاد میں ہے اور عالمِ اسلام پر اِنکا رسوخ ضروری سمجھا گیا ہے۔ آپ جماعت احمدیہ کو درمیان میں سے نکال دیں اور دیکھیں کہ کیا یہ اتحاد ثلاثہ ہے یا نہیں؟ کیا یہ امر واقع ہے یا نہیں کہ سعودی عرب کی موجودہ حکومت سو فیصدی امریکہ کی غلام ہے؟ اور کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ امریکہ سو فی صدی یہود کا غلام ہے؟ اِن زنجیروں کو توڑ کر دکھائیں تو بات بنتی ہے ورنہ ایسی حکومت کے عالمِ اسلام پر قبضہ کی سازش ہے جو یہود کے پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے غافِل رہنا اور پھر اسلام سے محبت کا دعوٰی کرنا میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔ علاوہ ازیں یہ امر رَابِطُوا کے خلاف ہے کہ دُشمنوں کی سازش سے بے خبر رہنا کہ دشمن سازش کرتا ہوا ہمارے defence system کے اندر پہنچ کر ہماری life forces جو دل کا مقام رکھتی ہیں کے قریب پہنچ گیا ہے اور ہمیں خبر نہیں۔ اِس شکل کو الٰہی عذاب کے نام سے پیش کرنا مجھے پسند اسلئے نہیں کہ پھر بھی یہ اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور یہ وہ امت ہے جسکی زندگی سے ساری دنیا کی زندگی وابستہ ہے اسلئے اِس کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپنی شامتِ اعمال کا عذاب ہے جس کو جب قانونِ قدرت ایک دفعہ جاری کر دیا کرتی ہے تو پھر اس پر رحم نہیں کیا کرتی۔

(مأخوذ از ہفت روزہ بدر، قادیان 25 راگست 1988ء)

مقالہ خصوصی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
بحیثیت سلطان القلم

قسط اوّل

از مکرم صدیق اشرف علی صاحب

آج میں آپ دوستوں کے سامنے سلطان القلم کے موضوع پر کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں یہ وہ لقب ہے جو خدا تعالیٰ نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ اس قلمی اعجاز کا اسلام کی بعثت ثانیہ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔

جب غار حراء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پہلی قرآنی وحی نازل ہوئی

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔

اس میں مخفی یہ پیشگوئی موجود تھی کہ ایک زمانہ میں اسلام کی احیاء میں قلم کو ایک نمایاں کردار ادا کرنا پڑیگا۔

قرآن کریم نے اس قلمی جہاد کے لئے اس زمانہ کی نشاندہی بھی کر دی تھی چنانچہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ میں بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت کے ساتھ کتابیں چھاپی جائیں گی۔

ان سب باتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس پس منظر کی طرف رجوع کریں کہ اس زمانہ میں اسلام کو قلمی جہاد کی کیوں ضرورت پڑی۔

چنانچہ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وَاٰخَرِيْنَ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے بارہ میں دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جو بعد میں آکر اولین میں شامل ہوں گے اور جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ نازل ہوں گے۔ تو آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا جائے تو بھی اس کی اولاد میں سے خدا تعالیٰ ایک شخص کو کھڑا کریگا جو ایمان کو دوبارہ زمین پر لے آئے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے عین وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ جب آپ تشریف لائے تو اس وقت توحید دنیا سے مٹ چکی تھی مسلمان جو توحید کے علمبردار تھے قسما قسم کے شرکوں میں مبتلاء تھے علماء دین کی حالت عوام الناس سے بدتر تھی۔ عیسائیت اپنے عقائد کو پھیلانے کے لئے انگریز حکومت کی سرپرستی میں اسلامی مملکتوں کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے مسلمانوں کی حالت علامہ اقبال کے الفاظ میں یہ تھی۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آپ کی آمد کے وقت اسلام کن کن مشکلات سے دوچار تھا اور آپ نے کن کن محاذوں پر اسلام کے لئے جہاد کیا اور کس طرح آپ نے اس ہار کو جیت میں بدل دیا اس بارے میں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں:

ہندوستان کے مشہور و معروف نقاد مولنا ابو لکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔۔۔ایک طرف حملوں کی امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو۔۔مٹا دینا چاہتی تھی۔۔اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔۔۔مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔۔۔غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔''

(اخبار وکیل امرتسر جون 1908)

''یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھاتے ہیں۔''

''آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔''

(اخبار وکیل جون 1908ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہوں پر اس بات کو بیان کیا ہے کہ آپ کی آمد بروقت اور عین خدا تعالیٰ کی مشیت کے تحت تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں

''نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔'' (پیغام صلح)

اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ موجودہ دور قلم کا دور ہے۔علم اور دلائل کا زمانہ ہے۔اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے یا آج کئے جارہے ہیں وہ قلم سے ہی کئے گئے اور کئے جارہے ہیں۔اس لئے ضروری تھا اس کا جواب بھی قلم ہی سے دیا جاتا اور لازم تھا یہ لڑائی قلم سے لڑی جاتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یقیناً سمجھو کہ ان ہتھیاروں سے ان پر فتح نہیں پا سکتے ان پر فتح اور کسر صلیب کے لئے وہی ہتھیار اور حربہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔''

پھر فرماتے ہیں:''اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں۔اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا اور غالب آئے گا لیظہرہ علی الدین کلہ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔یہ مقابلہ مذہب کا شروع ہو گیا ہے اور اس مذہبی کشتی کا سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا بلکہ قلم نے اس میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔اس وقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے ان پر سوچنے کا موقعہ ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام پر زیادہ توجہ کرے۔جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۳ ص 455-450)

خدا تعالیٰ سورہ العلق میں قلم کی قسم کھاتے ہوئے اسلام کی صداقت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ

کے ثبوت میں قلم کو شہادت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ یہ وہ پس منظر ہے اور یہ وہ حالات ہیں جب خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قلم کے ساتھ مبعوث فرمایا اور سلطان القلم جیسا عظیم لقب سے نوازا مگر یہ حیرت کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو قلم اپنے ہاتھوں میں لیا اس کی ظاہری حیثیت کچھ بھی نہیں تھی اسی قلم میں اس قدر استطاعت بھی نہ تھی کہ وہ تین فقرے بھی لگا تار لکھ سکتا چنانچہ روایت آتی ہے کہ آپ ٹہلتے ہوئے کتابیں تحریر فرماتے اور ایک چھوٹے سے کمرے میں (جس کو بیت الفکر کہتے ہیں) دوطرف طاق میں دوات رکھ لیا کرتے تھے اور جب آپ ٹہلتے ہوئے کمرے کے ایک سرے پہنچتے تو قلم دوات میں ڈبو لیتے اور جب آپ کمرے کے دوسرے سرے پر پہنچتے تو قلم کی سیاہی خشک ہو جاتی اور آپ دوسرے طاق پر رکھی ہوئی دوات میں قلم ڈبو لیتے۔

ایسی محنت شاقہ کے ساتھ آپ نے وہ کتابیں تحریر فرمائیں جس کو دیکھ کو دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور حیران و پریشان ہو گئی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ کو سلطان القلم کا خطاب کسی دنیاوی سلطنت نے نہیں دیا تھا بلکہ یہ خطاب خدائے ذوالجلال قادر و توانا ہستی نے آپ کو عطا کیا تھا اس کمزور قلم کو سلطانی اور قوت شوکت اور غلبہ اس خدا نے ہی عطا کرنی تھی۔

چنانچہ جب اس قلم نے کاغذ پر اپنی سیاہی پھیلانی شروع کی تو دنیا میں ایک انقلاب آ گیا مشرق سے لے کر مغرب تک شمال سے جنوب تک دلوں میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ اس آواز کی بازگشت یورپ سے لے کر امریکہ تک ہندوستان سے نکل کر افریقہ اور صحراء عرب تک سنائی دینے لگی۔ اور آج بھی ان تحریرات کی قوت اور شوکت اپنا اعجاز نشان دکھا رہی ہے اور دکھاتی چلی جائیگی۔ انشاء اللہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو مسلمانوں کے چوٹی کے علماء میں سے تھے جو بعد میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے شدید مخالف بن گئے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا:

''ہمارے رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی جانی و قلمی لسانی و حالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی۔ (اشاعۃ السنۃ)

لوگ جب کسی کتاب کے متعلق تعریفی ریویو لکھتے ہیں تو کہتے ہیں اس سال کی عظیم الشان کتاب ہے اور وہ کتاب بڑی بھاری سمجھی جاتی ہے اگر کہہ دیا جائے کہ دس سال میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو اس کی شہرت اور بھی بڑھ جاتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ ایک صدی کے اندر اندر ایسی عظیم الشان کتاب نہیں لکھی گئی تو یہ کتاب کی انتہائی تعریف سمجھی جاتی ہے مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ گویا ایک صدی کا سوال نہیں دو صدیوں کا سوال نہیں تیرہ سو سال میں مسلمانوں کی طرف سے اسلام کے فضائل کے متعلق ایسی شاندار کتاب اور کوئی نہیں لکھی گئی۔

سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختصر زندگی میں ۸۵ کے قریب کتابیں لکھی جو سب کے سب عرفان اور معرفت الٰہی کے قیمتی خزانوں سے بھری پڑی ہیں اس میں جو علوم لکھے گئے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خاص نور بصیرت سے وجود میں آئے ان سے اکثر الہام الٰہی سے بھرپور ہیں۔ بعض

کتابیں تو خدا تعالیٰ کی خاص تجلیات کے نتیجہ میں ظہور پزیر ہوئیں۔ مثال کے طور پر خطبہ الہامیہ اور اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ۔

آپ نے جو لٹریچر اپنے پیچھے چھوڑا اسی کے مختصر تعارف کے لئے بھی اچھا خاصا وقت درکار ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا نے اس سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا اور مسلمانوں نے بھی اس سے استفادہ نہیں کیا۔ ابتداء میں ایسا ہونا مقدر تھا کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام لوگوں میں مال تقسیم کریں گے تو لوگ اس کو لینے سے انکار کریں گے۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں بہتی ہیں نہریں خوشگوار

(جاری)

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER
janic eximp
16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39
PH: 91-33-3440180 FAX: 91-33-344 0180
MOB: 098310 75428 E-mail: janiceximp@usa.net

JMB Ricemill Pvt. Ltd.
AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

اطفال الاحمدیہ کا روشن مستقبل

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

ہر قوم کی ترقی وعروج کے لئے اس امر کا بدرجہ اتم موجود ہونا انتہائی ضروری ہے کہ وہ مستقل طور پر جدّ وجہد کی طرف کوشاں رہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُسکی ہر نسل نہ صرف اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلے بلکہ نئے نئے سنگِ میل قائم کرتی چلی جائے۔ یہ ایک ایسا زرّیں اصول ہے کہ جو زندگی کے ہر گوشہ اور معاشرہ کے ہر طبقہ میں کارفرما نظر آتا ہے۔

چنانچہ آج سے تقریباً ایک صدی قبل جب اللہ تعالیٰ نے احیاءِ اسلام کے عظیم الشان مقصد کو لے کر جری اللہ فی حلل الانبیاء و موعود اقوام عالم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آپکے وجود میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کے عظیم الشان دریا کو دوبارہ جاری فرمایا۔ اس کی برکات کو دائمی شکل دینے کے لئے حضور علیہ السلام نے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جن کے دِل آبِ زُلال سے مصفّٰی تھے۔ یہ وہ جماعت تھی جس نے قرونِ اولیٰ کے صحابہؓ کے ایمانوں کی یاد کو دوبارہ زندہ کردیا۔

اس تزکیہ نفس کو ہر نسل میں قیامت تک منتقل کرنے کے لئے اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کے دوسرے بزرگان کی روایات کو ہمیشہ زندہ اور تابندہ رکھنے کے لئے حضرت المصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۵؍اپریل ۱۹۳۸ء کے تاریخ ساز دن کو جماعت کی تاریخ میں ایک نیا باب رقم فرمایا اور اَسلاف کے دلوں میں موجود جوش اُمنگ اور جذبۂ وعزم کو نئی نسل کے قلوب میں مضبوطی کے ساتھ راسخ کرنے کے لئے ۷-۱۵ سال کی عمر کے احمدی بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ کے نام سے موسوم ایک تنظیم کا قیام فرمایا، اور اس عظیم الشان روحانی فوج کے مقاصد و اغراض کو یوں بیان فرمایا:

''وہی قوم زندہ سمجھی جاتی ہے جس کی آنے والی پَود زیادہ عزم والی ہوتی ہے۔ جس کی آنے والی پَود زیادہ قربانی کرنے والی ہوتی ہے۔ اور روحانیت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔''

دراصل یہی وہ بنیادی اصول ہے جسکو اپنی دُور بین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اور اِسکے دُور رَس اور دیرپا نتائج کو مطمعِ نظر رکھتے ہوئے حضور نے اس کا قیام فرمایا۔

قرآن مجید میں بھی اس زرّیں اصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یوں تحدّی کی گئی ہے:

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اور افضل المعلمین حضرت رسولِ عربی محمد المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی لئے فرمایا تھا کہ:

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ

یعنی اولاد کی عزت کرو اور انکو با اخلاق بناؤ اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ ان کی تربیت میں کوشاں رہو۔ کیونکہ اولاد کی تربیت میں سُستی برتنا قتلِ اولاد کے مترادِف ہے۔

پھر اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اِسے ایک قومی فریضہ قرار دیتے ہوئے نہایت ہی دلنشین اور پُر کیف الفاظ میں اپنی اُمّت کو مخاطب کرتے ہوئے حضورؐ فرماتے ہیں:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

اگر اطفال الاحمدیہ کو احمدیت کی بنیادی اینٹ قرار دیا جائے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ یہی وہ بنیادی اینٹ ہے جس کی تعمیر کے لئے

معمارِ روحانی حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام کو معمار کے طور پر معمور کیا ہے۔

حضورؓ دورِ طفولیت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''طفولیت کا زمانہ بہت سے اہم امور میں معافی چاہتا ہے۔ گو وہ تربیت کا زمانہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم اس زمانہ میں بچے کو تربیت سے آزاد نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جو بچوں کی غلطی پر یہ کہا کرتے ہیں کہ ''بچہ ہے جانے دو'' وہ اوّل درجہ کے احمق ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ بچپن کا زمانہ ہی سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ اگر اس عمر میں وہ نہیں سیکھے گا تو بڑی عمر میں اس کے لئے سیکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بڑی عمر میں اس کے لئے سیکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بچپن کا زمانہ سب سے زیادہ سیکھنے کے لئے موزوں ہوتا ہے اور اسی عمر میں اس کی تربیت اسلامی اصول پر کرنی چاہئے۔ پس گو بچہ بعض اعمال کے لحاظ سے معذور سمجھا جاتا ہے، سیکھنے کا عمدہ زمانہ اس کی وہی عمر ہے۔''

(فرمودہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۸ء۔ مطبوعہ الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء)

اطفال الاحمدیہ دراصل چمنِ احمدیت کی وہ خوش رنگ و بو کونپلیں ہیں جنہوں نے مستقبل میں تناور درخت بن کر دُکھی انسانیت کو اپنی ٹھنڈی چھاؤں میں سکون دینا ہے۔ اطفال الاحمدیہ اس بحرِ مواج کا نام ہے جس نے اپنی تُند آور لہروں سے کوہساروں اور ریگستانوں کی خشک اور بنجر زمین کی آبپاشی کرنی ہے۔

اس لئے ان میں مسابقت کی اعلیٰ ترین روح کا ہونا بہت ضروری ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک بات تم ہمیشہ یاد رکھنا کہ اور وہ یہ ہے کہ تم معمولی بچے نہیں ہو۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچے ہو اور تمہارا فرض یہ ہے کہ تم جو کام بھی کرو اتنی محنت سے کرو کہ باقی سب کو پیچھے چھوڑ جاؤ اور ہر میدان میں سب سے آگے نکل کر مجھے اور اپنے ماں باپ کو خوشی پہنچاؤ۔''

اے اُمّتِ مسلمہ کے مستقبل کے سپہ سالارو! تم اسلامی فوج کے شاہ سوار ہو جنہوں نے مستقبل میں اسلام کا جھنڈا دنیا بھر میں بلند کرنا ہے۔ لیکن تم وہ فوج نہیں ہو جس کے پاس بندوقیں، تلواریں یا توپیں ہوتی ہیں۔ بلکہ تم اس فوج کے محافظ ہو جن کی بندوقیں اُنکی دعائیں ہیں جنکی تلواریں انکے دلائل ہیں اور تم وہ فوج ہو جنکی توپیں انکے اعلیٰ اخلاق ہیں۔ اور آج انہی بندوقوں اور انہی تلواروں اور انہی توپوں کے استعمال سے آپ تمام دیگر ادیانِ باطلہ پر اسلام کا پرچم گاڑ سکتے ہیں۔

اطفال الاحمدیہ کا دور اگرچہ عمر کا ایک مختصر دور ہوتا ہے مگر یہی وہ عظیم الشان دور ہے جب ان نونہالان کو مستقبل کی قربانیوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ یہی وہ سنہری دور ہے جب جب انکے دلوں میں عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول کی شمع کو روشن کیا جاتا ہے۔ اسی دور میں سے گذر کر وہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے حقیقی معنوں کو سمجھتے ہوئے ایک دوسرے سے مسابقت کی روح قائم کرتے ہیں۔ اور جب ان کا یہ جذبۂ عمل، دلی جوش و خروش اور جواں عمر عزم و حوصلہ اطاعت کے دھاگے میں پرو کر کام کرتا ہے تو عظیم الشان نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

پیارے امام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مستقبل میں آنے والے امتحانات اور آزمائشوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''احمدیت مستقل قربانیوں کا ایک لائحہ عمل ہے۔ جو زندگیوں کے اندر انقلاب چاہتی ہے۔ جب تک احمدی وہ انقلاب اپنی زندگی میں پیدا نہیں کرتا وہ آگے انقلاب پیدا کرنے کا اہل ہی نہیں۔''

(خالد نومبر و دسمبر ۱۹۸۲ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے مقام کو صحیح طرح سے سمجھنے، خود کو با اخلاق بنانے، خلافت کے بابرکت نظام سے ہمیشہ منسلک رہنے اور پیارے آقا کی توقعات پر ہمیشہ پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین اللّٰھم آمین

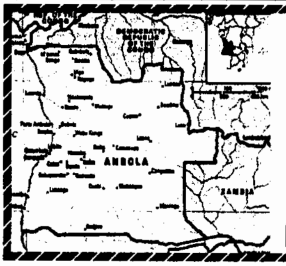

ANGOLA

انگولا

ملک ملک کی سیر (۵)

از شاہد احمد ندیم

جمہوریہ انگولا

سرکاری نام: Republica de Angola، رقبہ: 12,46,699 مربع کلومیٹر، دارالحکومت: Luanda، آبادی: 1 کروڑ 35 لاکھ، زبان: پرتگالی، بانٹو شرح خواندگی: 40%، شرح مبادلہ: Kwanza،(1$=13.10) فی کس سالانہ آمد: 1100 ڈالر، حفظانِ صحت: ایک ڈاکٹر برائے 15136 افراد، نسلی تناسب (1983ء): Ovimbundu 37.2%، Mbundu 21.6%، Kongo 13.2 %، Luimbe-Naganguela 5.4%۔ مذہبی تناسب: عیسائیت 70.1% (رومن کیتھولک 50.7%، پروٹسٹنٹ 14.6%) قبائلی عقائد 29.9%۔

صدر: Jose Eduardo dos Santos

جغرافیائی حالت: انگولا افریقہ کے جنوب مغربی ساحل کے ساتھ واقع ہے۔ شمال سے جنوب تک اس کی وسعت تقریباً 1300 کلومیٹر ہے اور مشرق سے مغرب تک یہ 1100 کلومیٹر وسیع ہے۔ انگولا کے شمال میں واقع اسکی ریاست Cabinda چاروں اطراف سے جمہوریہ کونگو کی حدود میں گھرا ہوا ہے۔ انگولا کے شمال اور مشرق میں کونگو ہے، جنوب مشرق میں زیمبیا ہے اور جنوب میں نمیبیا ہے جبکہ مغربی جانب بحرِ اوقیانوس اسکی حفاظت کرتا ہے۔

مُلک میں جہاں ایک طرف محدود میدانی علاقہ ہے وہیں اچانک یہ ٹیلوں کے سلسلوں میں منتقل ہوجاتا ہے جہاں ناہموار اونچے علاقے ہیں پھر آگے چل کر یہ برّاعظم افریقہ کے مرکزی نقطہ کی طرف زوال پذیر ہونا شروع ہوجاتا ہے۔

Luanda Divide سطح مرتفع پر ایک پَن دھارے کو شکل دیتی ہے جو شمال اور جنوب میں جانے والی نہروں کو منقسم کرتا ہے۔ شمال مشرق میں دریائے Kwanzo انگولا سے نکل کر وسیع Congo دریا میں شامل ہوجاتا ہے جہاں اگلے 90 کلومیٹر تک یہ دریا انگولا اور کونگو کے درمیان سرحد کا کام کرتا ہے۔ سطح مرتفع کے درمیانی حصہ کی آبپاری زیادہ تر Kwanza دریا سے ہوتی ہے جبکہ مغربی علاقہ میں دریائے کونین جاری ہے۔

آب وہوا: انگولا کی آب وہوا منطقہ حارّہ (tropical) ہے جس پر خشک موسم کا اثر ہے۔ اس علاقہ میں Inter-trpical Convergence Zone کی موسمی تبدیلیاں، شمال کی طرف سے چلنے والی Benguela کی سرد پانی کی دھارا اور خطِ ارتفاع بالخصوص اثر انداز ہوتی ہے۔

ملک میں سب سے زیادہ بارش Cabinda ریاست کے Maibmbe جنگلات میں ہوتی ہے جہاں سال میں 170 انچ تک بارش ہوتی ہے جب کہ اس کے بالمقابل Luando میں 13 انچ بارش ہوتی ہے جبکہ جنوب ترین ساحلی علاقوں میں محض 12 انچ بارش ہوتی ہے۔ شمال میں برسات کا موسم ماہِ ستمبر سے مئی تک ہوتا ہے جبکہ جنوب میں یہ دسمبر سے مارچ تک جاری رہتا ہے۔ عموماً خشک سالی رہتی ہے جو زیادہ تر جنوبی علاقہ جات میں ہی اثر انداز ہوتی ہے۔ خطِ استوا سے دوری بڑھنے، Benguela کی سرد پانی کی دھارا اور زیادہ بلندی سے درجہ حرارت میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔

جب پرتگالی پہلی مرتبہ یہاں آئے تھے تو انگولا کے علاقے میں گھنے جنگلات بکثرت تھے۔ مگر اب ان میں سے زیادہ تر کھیتی باڑی اور لکڑی کے کاروبار کی نظر ہوچکے ہیں۔ ریگستان جنوب مغربی علاقہ میں Namib تک ہی محدود ہیں جہاں Fumbao نامی ایک منفرد پودا پایا جاتا ہے جسکی جڑیں گہری ہوتی ہیں اور اسکے دو بڑے اور چپٹے پتے ہوتے ہیں جنکی لمبائی دس فٹ تک ہوتی ہے اور یہ ریت پر پھیلے ہوتے ہیں۔

آبادی کی تقسیم: انگولا کی دیہی آبادی زیادہ تر بلند علاقوں اور دریاؤں کے ساتھ کے علاقوں میں ہی مرکوز ہے۔ جہاں ایک طرف ملک کے شمال اور وسط میں یہ آبادی گاؤں میں مقیم ہے وہیں جنوب میں یہ لوگ چرواہوں کے طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

تاریخی پسِ منظر: موجودہ انگولا کے اصل باشندے شاید Khisan بولنے والے شکاری تھے۔ پہلے ملینیم میں جنوبی افریقہ میں بانٹو زبان بولنے والی آبادی کے بکثرت آباد ہونے سے یہاں کی اصل آبادی کا اثر ورسوخ ختم ہوگیا۔ نو واردین کا اس علاقہ پر مکمل قبضہ 1600ء تک جاکر پورا ہوا۔

سن 1483ء میں پرتگالی سیاح یہاں پہلی مرتبہ پہنچے، انہوں نے حاکم

خاندان کو عیسائیت میں داخل کرانے کے بعد پُرتگالی تجارتی اور تبلیغی کاموں میں لگ گئے۔ انگولا کو کالونی میں تبدیل کرنے کا عمل اگرچہ قدرے سُست رہا لیکن اس کے بالمقابل پُرتگال کی طرف سے جاری غلامی کے کاروبار نے کافی فروغ حاصل کیا اور سترہویں صدی کے آغاز میں ہی Luanda سے سالانہ 5 سے 10 ہزار غلام باہر بھیجے جاتے تھے۔

انگولا کی حدود 1926ء تک طے نہیں ہوئی تھیں، حتیٰ کہ جنوب مغربی افریقہ (Namibia) کے ساتھ ایک تنازعہ طے ہوگیا۔ دیگر حدود 1890ء میں طے کی جا چکی تھیں۔ پُرتگالی دورِ حکومت میں افریقی لوگوں کے لئے اقتصادی مواقع نہ ہونے کے برابر تھے۔ جبری مزدوری معمول کی بات تھی۔

تمام اقتصادی سرگرمیوں کا مقصد پُرتگال کو فائدہ پہنچانا ہی تھا۔ انگولا میں پُرتگال کی حکومت کے خلاف مسلح مزاحمت 1930ء تک جاری رہی۔ 1950ء کے قریب اس حکومت کے خلاف MPLA نامی ایک مارکسی خیالات کی حامل پارٹی نے قومی تحریک کا آغاز کیا۔ 60ء اور 70ء کے درمیان جدّ وجہد نے شدت اختیار کرلی اور بالآخر 1975ء میں پُرتگالیوں کو انگولا چھوڑنا پڑا۔

لیکن پُرتگال سے اقتدار حاصل کرنے کے بعد ہی MPLA جسے سوویت روس اور کیوبا کی پُشت پناہی حاصل تھی، اور مغربی حمایت یافتہ ایک گوریلا تنظیم UNITA کے درمیان خانہ جنگی کا آغاز ہوگیا۔

1992ء کے خانہ جنگی بند ہوگئی اور روس اور امریکہ نے دونوں فریقوں کے درمیان صلح کا قیام کرایا اور بین الاقوامی نگرانی میں انتخابات کا انعقاد کیا گیا۔ لیکن اس میں MPLA کے عمدہ نتائج کے بعد UNITA نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دونوں کے بیچ اختلافات ایک مرتبہ دوبارہ پیدا ہوگئے۔ 1994ء کے بعد دونوں فریقوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کیے جسکے بعد اقوام متحدہ نے قیامِ امن کے لئے اپنی فوج بھیج دی۔ 11 راپریل 97ء کو انگولین جنگ کے خاتمہ کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جسمیں پانچ لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ بعد ازاں ایک متحدہ قومی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ مارچ 98ء میں UNITA کو قانونی طور پر منظوری مل گئی۔

اقتصادی صورتحال: انگولا کی اقتصادیات پُرتگال کی دورِ حکومت کے اواخر میں بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ خودمختاری حاصل کرنے کے بعد اسکی ترقی کو بہت بھاری دھکا لگا۔ تباہی خیز خانہ جنگی، غیر مؤثر مرکزی تدابیر، Over valued کرنسی اور تربیت یافتہ اور ہنرمند لوگوں کے مسلسل غیر ممالک میں منتقل ہونے جیسے معاملات سے ملک کی اقتصادی صورتحال پر بہت ہی منفی اثر پڑا۔ دنیا میں کافی کی برآمدات میں چوتھے نمبر پر موجود یہ ملک کچھ ہی عرصہ میں اس فہرست میں نہایت نیچے آ گیا۔ 1988ء میں شروع کیے اصطلاحات کے پروگرام میں زیادہ کامیابی ہاتھ نہ لگی۔ لیکن اس مایوس کن اقتصادی صورتحال میں تیل استثنائی مقام کا حامل ہے۔ تیل کی برآمدات میں انگولا کو Sub-Saharan ممالک میں نائیجریا کے بعد دوسرا مقام حاصل ہے۔ انگولا کو حاصل ہونے والے غیر ملکی شرح مبادلہ کا 90% حصہ تیل کی برآمدات سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ باقی حصہ ہیروں اور مچھلیوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ تیل سے ہونے والی آمد کا نصف حصہ ملک کی دفاعی ضروریات پر خرچ ہوجاتا ہے۔ انگولا میں افریقہ میں سب سے زیادہ یعنی 7,500 میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہوتی ہے۔

نظامِ حکومت: انگولا کی آزادی کے بعد اختیارات کی منتقلی کے تحت MPLA کو بنا کسی انتخاب کے اقتدار سونپ دیا گیا۔ 1985ء میں اصطلاحات کے عمل کو فروغ دینے کے لئے MPLA نے پہلی مرتبہ مغربی ممالک کی طرف رُخ کیا۔

معاشرتی زندگی: انگولا کی تہذیب اگرچہ مختلف مقامات میں مختلف طریق پر بنی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی جڑیں مرکزی افریقی Bantu روایات سے مربوط ہیں۔ عام طور پر انگولین اپنی نسل کو ماں کی طرف سے بتاتے ہیں اور بڑے خاندان معاشرتی زندگی میں بہت ضروری ہیں۔

بھارت میں انگولین سفارتخانہ:

Embassy of the Republic of Angola
C-17, Malcha Marg, Chanakyapuri, New Delhi-110021; Tel: 6110701, 6882680; Fax: 6113512, 4673787

انگولا میں بھارت کا سفارتخانہ:

Embassy of India, Apartment D, 1st Floor, Predjo Dos Armanzens Carrapas, No. 81 Rua Marechal Broz Tito, Caixa Postal 6040, Luanda, Angola. Tel: 00-244-2-445398; Fax: 00-244-2-442061
E-mail: indembluanda@ebonet.net

مزید معلومات کے لیے مفید کتب:

***Angola, a Country Study** (1991) by Thomas Collelo*
***Angola,** (1971) Douglas L Wheelaer, Rene Pelissier*
***Country Profile: Angola**, Sao Tome & Principe*

انگولا افریقہ کا ایسا واحد ملک ہے جہاں اسلام کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ایسے سامان پیدا کرے کہ احمدیت کے ذریعہ حقیقی اسلام اس ملک میں قائم ہو اور امن وامان و دائمی صلح جوئی کی فضا کا قیام ہو جس کی اس ملک اور اس کے باشندوں کو شدید ضرورت ہے۔ امین

صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ کا شاندار انعقاد

49 مجالس سے 1000 خدام واطفال کی نمائندگی۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم شعیب احمد صاحب مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی شمولیت مختلف علمی مقابلہ جات اور تربیتی اجلاسات کا انعقاد

......منعقدہ 20, 21, 22 اگست 2002ء بمقام شہر کالیکٹ کیرالہ......

از: ڈاکٹر صلاح الدین صاحب
چیئرمین اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ

الحمدللہ صوبہ کیرالہ کی مجالس خدام الاحمدیہ کا سالانہ صوبائی اجتماع 20, 21, 22 اگست کو دارالتبلیغ بیت القدوس کالیکٹ میں نہایت ہی شاندار طریق پر ہوا۔ مؤرخہ 20ر اگست کو صبح 9 بجے مکرم اے پی کنجاموصاحب صوبائی امیر صاحب کیرالہ مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے علی الترتیب جماعتی اور مجلس کا جھنڈا لہرایا۔ ازاں بعد افتتاحی تقریب زیرِ صدارت محترم امیر صاحب صوبائی کیرالہ شروع ہوئی۔ جسمیں مہمانِ خصوصی مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام کو مخاطب کیا۔ بعد ازاں مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات و اجلاسات ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ کی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth میں بیان شدہ مضامین کا جماعت کے سکالر نے ملیالم زبان میں خلاصہ پیش کیا۔ اور خدام کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح خدام کو MTA کی اہمیت اور روزانہ MTA دیکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس موقعہ پر سوال و جواب کی مجلس بھی منعقد کی گئی۔ اس سے خدام، انصار اور اطفال نے اور غیر از جماعت افراد نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ مجلس کی درخواست پر مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم مولانا کے محمود صاحب نے سوالات کے جوابات دیے۔

پانچ کتابوں کا اجراء

کیرالہ زبان میں لٹریچر کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اور خدام کی تربیت کی غرض سے مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ نے امسال درج ذیل کتابوں کا اجراء کیا۔ اور ایک کتاب ''ہمارا خدا'' کا ترجمہ جسے صوبائی امارت نے شائع کیا ہے اس موقعہ پر اس کا بھی اجراء کیا گیا۔

1...... سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام 2...... حضور انور کی مجلس عرفان (مع سوال وجواب)، 3...... قرآنی دعاؤں پر مشتمل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 3 خطبات کتابی صورت میں یکجا طور پر، 4...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں پر مشتمل حضور انور کے خطبات کتابی صورت میں۔ اجراء کے بعد ان کتابوں کو مجلس خدام الاحمدیہ کے بک اسٹال پر رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 3 روزہ اجتماع کے دوران ہی -/55,000 روپے کی مذکورہ کتب فروخت ہوئیں۔ احباب نے اتنی دلچسپی سے اِن کتابوں کو خریدا کہ اجتماع میں آنے والے ہر شخص کے ہاتھوں میں یہ کتابیں موجود تھیں۔

وقف نو اجلاس

محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت جو نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت بھی ہیں، کی خصوصی ہدایت پر امسال صوبہ بھر کے ان سبھی واقفینِ نو بچوں کو بھی جو مجلس اطفال الاحمدیہ کے ممبر ہو چکے ہیں خاص طور پر اجتماع میں لایا گیا۔ انہوں نے سبھی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اور انکے لیے ایک خصوصی اجلاس زیرِ صدارت مکرم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرالہ منعقد ہوا۔ جس میں آنے والے واقفینِ نو بچوں کے والد اور سیکریٹریان وقفِ نو مقامی بھی شریک

ہوئے۔ محترم امیر صاحب صوبائی کیرالہ، مکرم نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت نے (مکرم محمد نسیم خان صاحب) اور صدرِ اجلاس نے وقفِ نو بچوں کو مخاطب کیا۔

ماہانہ رسالہ وقفِ نو کا اجراء

والدین واقفینِ نو، سیکریٹریان وقفِ نو نیز واقفینِ نو بچوں کے لئے ملیالم زبان میں ایک ماہانہ قلمی رسالہ "ستارۂ وقفِ نو" کا اجراء کیا گیا۔ اس رسالہ کا اجراء مکرم امیر صاحب صوبائی اور نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت نے کیا۔ اللہ کرے کہ سب واقفینِ نو اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

اس موقعہ پر صوبائی مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ بھی منعقد کی گئی۔ جسمیں خاص کر MTA سے کس رنگ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، پر غور کیا گیا کہ مجلس خدام الاحمدیہ ہر ممکن کوشش کرے کہ اور نگرانی کرے کہ ہمارا ہر خادم MTA سے فائدہ اٹھا رہا ہے یا نہیں۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth پڑھنے اور پڑھانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور زیادہ سے زیادہ اس کتاب کو ذی علم حلقوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اس کتاب سے متعلق کلاسز لگائی جائیں اور اس کے مضامین سے سب کو آگاہ کیا جائے۔ MTA میں نشر ہونے والے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پروگرام مجلس عرفان، چلڈرن کلاس اور ملاقات پروگرام پر مشتمل کیرالہ زبان میں کلاسیں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت حضور انور کے سوال و جواب پر مشتمل انگریزی میں جو مسودہ بھجواتے ہیں ہر مجلس میں خدام کا جلسہ کر کے ان سوال و جواب کا ملیالم زبان میں سنانے کا انتظام کیا جائے۔ اور حضور انور کے خطبات اور مجلس عرفان پر مشتمل مقابلہ جات بھی رکھے جائیں۔ اور انعامات بھی دیے جائیں۔ تا کہ خدام و اطفال کی حضور انور کے پروگرام براہِ راست دیکھنے کے لئے توجہ پیدا ہو اور ہر خادم اور طفل کا حضور انور سے براہِ راست تعلق پیدا ہو۔

نصاب وقفِ نو

حضور انور کا فرمان ہے کہ دیگر بچوں کی تربیت وقفِ نو کے نصاب کے ذریعہ کی جائے۔ حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں میٹنگ میں اس پر غور کیا گیا کہ نصاب وقفِ نو کا ترجمہ جو کہ گذشتہ ملیالم زبان میں شائع ہو چکا ہے، پر مشتمل ہر مجلس میں کلاسیں لگائی جائیں۔ اور ہر طفل اور ہر خادم سے فائدہ اٹھانے کیطرف توجہ دلائی جائے۔

نماز تہجد اور درس

اجتماع کے تینوں روز باجماعت نماز تہجد اور درس کا اہتمام کیا گیا تھا۔

پریس اور اخبارات

ہر سہ روز پروگرام کی covering پریس نے بھی کی۔ کیرالہ کی زبان میں شائع ہونے والے کثیر الاشاعت روزنامہ اخبار Malayala Manorama نے تصاویر کے ساتھ اس اجتماع کے تعلق سے لکھا۔ اور جماعتی خدمات کو سراہا۔ اس اخبار کے قارئین کی تعداد ایک کروڑ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ یہ بھارت کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت روزنامہ اخبار ہے۔ اسی طرح دیگر اخبارات نے بھی اجتماع کی خبریں شائع کیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ کا اپنا ماہنامہ الحق کا خصوصی نمبر بھی اس موقعہ پر شائع ہوا۔

اختتامی تقریب اور تقسیم انعامات

اجتماع کے آخری روز بوقت گیارہ بجے دن زیرِ صدارت مکرم صوبائی امیر صاحب اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت یہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے خطاب کے علاوہ مکرم امیر صاحب صوبائی، مولانا محمد عمر صاحب، مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم سجیت پڈیات صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ نے خطاب کیا۔ اور پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ موازنہ مجالس میں مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ اوّل قرار پائی۔ مکرم سجت پڈیات صاحب نے لگاتار تین سال تک بطور صوبائی قائد کیرالہ کے خدام کی شاندار قیادت کی۔ موصوف کے دور میں کیرالہ میں نمایاں کام ہوئے۔ اب موصوف آئندہ سال سے مجلس انصاراللہ میں جارہے ہیں۔ صوبہ بھر میں خدام واطفال نے موصوف کو جذباتی رنگ میں الوداع کہا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو بہترین جزاء عطاء فرمائے۔

اس موقعہ پر دُعا کی غرض سے یہ ذکر کردینا ضروری ہے کہ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ساؤتھ انڈین states کی اس رنگ میں بھی حوصلہ افزائی فرمائی کہ ہمارے نہایت ہی مخلص خادم مکرم شیراز احمد صاحب آف چینائی کو بطور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت خدمت کا موقعہ دیا۔ مکرم شیراز صاحب نے متعدد بار مکرم صدر صاحب کی نمائندگی میں کیرالہ کی مجالس کا دورہ کیا۔ اور ہماری راہنمائی کی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ موصوف کی مخلوص اور بے لوث خدمات کی تہہ دل سے شکرگزار ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو بہترین جزاء خیر دے۔ امین

مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی خصوصی طور پر شکرگزار ہے موصوف نے کیرالہ کے خدام کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اپنی چار سالہ قیادت میں پانچ بار کیرالہ کی مجالس کا دورہ کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ ان کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ اور مقبول خدمات کی توفیق دے۔ امین

یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ اپنا ورزشی اور علمی مقابلہ جات کا صوبائی اجتماع علیحدہ علیحدہ وقتوں میں منعقد کرتی ہے۔ امسال ورزشی مقابلہ جات کا دوروزہ اجتماع ماہِ مئی 2002ء کو بمقام کوڈیاتھور منعقد کیا گیا تھا جسمیں مکرم زین الدین صاحب حامد بطور نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے شریک ہوئے تھے۔ اور یہ اجتماع علمی مقابلہ جات کا اجتماع تھا۔ اس سے قبل زونل اجتماعات اور مقامی اجتماعات بھی ہوچکے ہیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ اس اجتماع میں صوبہ بھر کی 49 مجالس سے 953 خدام واطفال نے نمائندگی کی۔ علاوہ ازیں صوبہ تامل ناڈو، کرناٹک اور آندھراپردیش کی بعض مجالس سے بھی خدام آئے۔ مجموعی حاضری ایک ہزار سے بھی زائد تھی۔ قیام وطعام کا بہت اچھا انتظام رہا۔ اور موسم بھی بفضلہٖ تعالیٰ سازگار رہا۔ اس اجتماع میں کام کرنے والے تمام خدام اور تعاون دینے والے انصار بزرگان کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے

M. C. Mohammad
Kodiyathoor
SUBAIDA TIMBER
Dealers In :
TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS
Chandakkadave, P.O Feroke
KERALA - 673631
☎ 0495 403119 (O)
402770 (R)

دعا کی برکات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

شفائے امراض کی لائن میں تو مَیں نے اس قدر عجائبات خدا تعالیٰ کے فضلوں اور دعا کی قبولیت کے دیکھے ہیں کہ کوئی شمار نہیں۔ایک دفعہ حضرت مولوی عبد القادر صاحبؓ کی آنکھیں میں نے بنائیں اور چوتھے دن پٹی کھولنے پر دیکھا کہ دونوں آنکھوں کے اندرونی پردوں پر سخت سوزش اور ورم تھا۔ بیقراری سے حضرت صاحب اور حضرت اماں جانؓ سے دعا کے لئے عرض کیا نیز خود بھی بہت دعا کی۔ صرف ہفتہ کے اندر آنکھیں بالکل صاف ہوگئیں اور عمومی قاعدہ کے برخلاف مرض کا کوئی نشان یا آثار باقی نہ رہے۔ اس بیماری کا کامل طور پر صاف ہو جانا اور دونوں آنکھوں کا بچ جانا میرے علم میں کبھی نہیں آیا، بلکہ لوگوں کو اندھے ہوتے ہی دیکھا ہے۔

☆۱۹۰۵ء میں مَیں ملازم ہوا تو تین ماہ میں بہت مقروض ہوگیا اور سخت تکلیف اور پریشانی میں دعا کی کہ یا اللہ مجھے کبھی قرض کی بلا میں نہ پھنسائیو۔ چنانچہ اب تیس سال کے بعد یہ اظہار کرنے میں حرج نہیں سمجھتا کہ پھر کبھی مجھ پر کسی قسم کا قرضہ نہیں چڑھا اور ہر رات قرضے کی طرف سے بے فکری کی نیند سوتا ہوں۔ بے فکری کی نیند کی ایک اور وجہ بھی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک دفعہ بیان کی تھی کہ جب انسان سونے کے لئے لیٹے تو اس وقت تمام لوگوں کے قصور معاف کر کے سوئے۔ اور مَیں اس نصیحت پر دل میں ہی نہیں زبان سے بھی عمل کرتا ہوں۔

☆ایک جاڑے کے موسم میں ٹرین کا ساری رات کا سفر درپیش آگیا۔ برتھ ریزرو نہ ہوسکی۔ مَیں نے دعا کی، ٹکٹ لیا اور سوار ہوگیا......سب مسافر برتھوں پر دراز اور ہم ہیں کہ ڈبہ کے دروازے میں اُس کے فضل کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ روانگی سے ۵ منٹ پہلے ایک شخص آیا اور جبر یہ ایک مسافر کو اتار کر لے گیا کہ فلاں بڑا ضروری کام رہ گیا ہے کل چلے جانا۔ اب اُس کا برتھ اوپر کا تھا اور مجھے اوپر تکلیف ہوتی ہے اس لئے نیچے کا برتھ چاہتا تھا۔ اتنے میں ایک انگریز درمیانے برتھ سے اٹھا اور کہنے لگا ’’اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں اوپر کے برتھ پر سو جاؤں مجھے یہ نیچے کی جگہ پسند نہیں‘‘۔ میں نے کہا اچھا اور بستر بچھا کر لیٹ گیا۔ مگر نیند کہاں! ۔اس واقعہ نے میرا دل اپنے رحیم و کریم کے احسان کے شکر میں بالکل پگھلا دیا۔

☆ایک دفعہ میرا تبادلہ شملہ ہوگیا جہان کے سول سرجن کرنل جوڈوائن کی سخت زبانی اور سخت گیری اتنی مشہور تھی کہ میں نے دعا کی کہ خدایا تو مجھے ہر قسم کی سختی سے بچائیو۔ جب شملہ پہنچا تو علم ہوا کہ کرنل بیمار اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ قریباً ایک ہفتہ بعد ہی وہ طبی مشورے سے لمبی چھٹی پر ولایت چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے۔ اُن کی جگہ کرنل ہیلیلے آئے جو ایک نیک نہاد افسر تھے اور میرے بڑے محسن ثابت ہوئے۔

☆ایک بار ایسی سخت مصیبت آئی کہ میرا مالی نقصان بھی ہوا، صحت کو سخت دھکا لگا اور کام نے مجھے توڑ کر رکھ دیا۔ لیکن بعض لوگوں نے ایک بڑے آدمی کی پشت پناہی کی وجہ سے میرے کئی اختیارات سلب کر لئے اور ایک شریف آدمی کی توہین کے سب طریقے اختیار کئے۔ میں ڈر کے مارے دعا بھی نہیں کرتا تھا کیونکہ میں نے اس مصیبت میں امتحان کا رنگ محسوس کر لیا تھا...... آخر خدا تعالیٰ نے خود ایک شخص کو میرا وکیل بنا کر کھڑا کر دیا جس نے میرے علم کے بغیر ایسا ایڈریس حاکم کے سامنے پیش کیا کہ حاکم نے میرے کام کی تعریف کی اور ایک دوسرے حاکم نے مجھے کہا کہ معاملہ کھل گیا ہے کہ یہ لوگ پشت کی طرف سے تم پر چھری چلا

رہے تھے۔ چنانچہ سرکار نے مجھے نقصانات کا کچھ معاوضہ دیا اور خطاب بھی۔ اور وہ لوگ منتشر کردیئے گئے۔ پھر میں رخصت پر قادیان آگیا...... ایک روز سارا صوبہ زلزلہ کی زد میں آگیا اور وہ بڑا آدمی جس کی طاقت پر لوگوں نے ریشہ دوانیاں کی تھیں، دم کے دم میں ختم ہوا۔ اللہ نے مجھے ایک نہایت عمدہ جگہ پر میری مرضی دریافت کر کے بھیج دیا اور وہاں کام کا بوجھ ہلکا کر کے تنخواہ بہت بڑھا دی۔ اور اس متوفی کی بیوہ اور بچوں نے شفقت کے ساتھ مفت علاج معالجہ کے مدت دراز تک توفیق دی تا کہ ثابت کر دے کہ میرے دل میں اس سے کسی قسم کی عداوت نہ تھی بلکہ وہ الٰہی تقدیر تھی جو براہ راست نازل ہوئی۔

☆ غالباً ۱۹۲۵ء میں میرا تبادلہ گوجرہ ہوگیا۔ میں موٹر سائیکل اور سائیڈ کار پر قادیان ہوتا ہوا بذریعہ نہر کی پٹری آگے چلا۔ موٹر سائیکل کرایہ کا مستری چلا رہا تھا اور میں سائیڈ کار میں بیٹھا تھا۔ جب ہم قادیان سے اٹھارہ بیس میل نکل آئے تو موٹر سائیکل یکدم ٹوٹ گیا۔ جنڈیالہ ریلوے سٹیشن پانچ سات میل دور تھا۔ مستری میرے کہنے پر ایک ٹوٹا پھوٹا گڈا لے آیا جس پر موٹر سائیکل لاد دی۔ لیکن مجھے فکر ہوا کہ غروب آفتاب کا وقت ہے، جنگل کا راستہ، نہ مستری قابل اعتماد ہے نہ گڈے والے۔ پھر جیب میں کافی نقدی تھی اور رات کے وقت چلنا بھی مشکل۔ خدایا تو ہی کوئی انتظام کر۔..... ابھی روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ پیچھے سے ہارن سنائی دیا اور ایک کار یکدم سامنے آکر کھڑی ہوگئی، اندر حضرت صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے چہرے نظر آئے۔ پہلے تو دھوکہ ہوا کہ یہ یہاں کہاں!۔ وہم ہے یا خواب۔ مگر جب وہ بولے تو یقین آیا کہ فرشتے تو نہیں بلکہ انسان ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہمراہ سیدھا لاہور تک آگیا۔ اس عجیب اور بروقت آسمانی مدد سے دل شکر کے جذبات سے اتنا لبریز تھا کہ سارے راستے بڑی مصیبت سے اپنے تئیں ضبط کرتا آیا۔

﴿بشکریہ ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ مارچ 2001ء﴾

هذا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

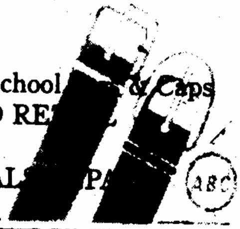

All Kinds of Belts, School Bags & Caps
WHOLESALE AND RETAIL SELLERS
BAG AND CHAPPAL SHOP

APSARA BELT CORNER

DIL BRICKS UNIT

PH:.06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

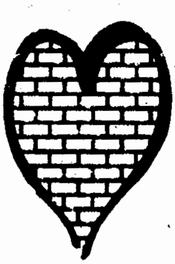

حفظانِ صحت

طبّی مسائل

محترم ڈاکٹر عبدالرّشید صاحب بدر MBBS,M.S.

☆**سوال:** سانس کی بدبو کی کیا وجوہات ہیں؟ اسکے کیا کیا علاج ہیں؟ حفظ ماتقدم کے طور پر وہ کونسے احتیاطی تدابیر ہیں جنکو اختیار کرنے سے اس سے بچا جاسکتا ہے۔

جواب: سانس کی بدبو کی وجوہات:

مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک یا زائد وجوہ ہوسکتی ہیں:

دانت کی بیماریاں کھوٹ وغیرہ پیٹ کی تیزابی حالت یا خالی پیٹ بھوکے ہونا جگر کی بیماری۔ ناک کی Atrophy کی بیماری۔ پھیپھڑوں میں مواد بطور مضمن۔ مُنہ اور زبان کی تکلیفیں و سوزشیں۔وغیرہ

علاج مبنی بر وجوہات:

مثلاً دانت کی کھوٹ بھروائیں۔ کھانا وقت پر کھائیں۔

تیزابیت کے لئے خالی پیٹ یہ دوالیں:

Tab. Ranitidine 150 mg BD or

Cap. Omeprazole 20 mg od.

جگر کے لئے دوائیں Sylimarin tablets &

Syrup Liv-52, Essentiale-L, Hepametin

بہت سا گلوکوز پانی میں ڈالکر پئیں بشرطیکہ ذیابیطس یا شوگر کی تکلیف نہ ہو۔

ناک کے لئے اور پھیپھڑوں کی تکلیف کے لئے Tab

Metrogyl 400g t.i.d. x 7 days

مُنہ اور زبان کی تکلیف بھی ڈاکٹری مشورہ سے علاج کروائیں۔

ادارۂ مشکوٰۃ اس ماہ سے ''طبّی مسائل'' کے نام سے ایک کالم کا آغاز کر رہا ہے جسمیں قارئین کے طبّی و حفظانِ صحت سے متعلقہ استفسارات کے جوابات دیئے جائیں گے۔ ادارہ اس سلسلہ میں محترم ڈاکٹر عبد الرّشید صاحب بدر کا خاص طور پر مشکور ہے جنہوں نے ادارہ کی درخواست پر اس کالم کے لئے قارئین کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

احتیاط حفظ ماتقدّم:

1. روزانہ ہر کھانے کے بعد ایک سونے سے پہلے (نیم کی) مسواک یا اچھے Toothpaste مثلاً Glister (Amway) سے برش کرنا۔

2. بروقت کھانا کھالینا ایک حد سے زیادہ چٹپٹا نہ کھانا۔

3. انگریزی یا دیسی دوائیاں جو جگر کو نقصان پہنچا سکتی ہیں بغیر ڈاکٹری صلاح لئے دیر تک کھاتے رہنا یا نسخہ بغیر صلاح کے اپنے آپ دوہراتے رہنا، جگر خراب کرتا ہے۔ اس کام سے بچیں۔ شراب کو ہاتھ نہ لگائیں۔ صاف شفاف پانی جسمیں Sewerage کے پانی کی نزدیکی کا کوئی احتمال نہ ہو، ہی پینا۔

4. ناک میں حتی الوسع خواہ مخواہ قطرات ڈالنا یا بلاضرورت آپریشن وغیرہ کروانے سے بچنا Atrophy کے خطرہ کو کم کرتا ہے۔

5. سانس کی ورزشیں لمبے لمبے سانس لینا ضروری ہے۔ وضو کے وقت اچھی طرح ناک صاف کریں۔

6. تمباکو، گٹکے، کھیر اور پان وغیرہ سے بچنا اور میٹھی چیزوں کے کھانے کے فوری بعد کُلّی کرنا یا برش کرنا۔

☆**سوال:**- مطالعہ کے دوران سر میں درد شروع ہوتا ہے۔ نیند آجاتی ہے۔

1.نظر چیک کروائیں، دُور اور نزدیک کی 2.اگر عینک ہے تو شاید نمبر صحیح نہیں یا اسکی (Pupillary dist. Centering) ٹھیک نہیں ہوئی۔3) کتاب کو سامنے اونچی کھڑی کرکے (Stand کے ساتھ) رکھیں اور آنکھوں سے فاصلہ تقریباً "10 دس انچ ہونا چاہئے۔4) روشنی کا منبع یعنی بلب وغیرہ آپ کے سامنے نہیں ہونا چاہئے۔ روشنی کتاب پر آپکی سائیڈ کے پچھلی طرف سے آنی چاہئے۔ اور نہ زیادہ تیز اور نہ زیادہ ہلکی ہو۔5) گھنٹوں کے مطالعہ کے دوران تھوڑی دیر کے بعد کھڑکی یا شیشے میں سے دُور کی ہریالی پر نظر دوڑانی چاہئے اور ہر گھنٹے یا دو گھنٹے بعد ایک دو منٹ کے لئے آنکھ بند کرکے بغیر سوئے آنکھوں کو آرام دیں۔6) Migraine, Sinusitis کا علاج کروائیں۔ لیٹ کر یا ٹیڑھے ہو کر نہ پڑھیں۔

☆ **سوال**:- زبان کے نچلے حصّہ میں چھالے ہو جاتے ہیں۔ اس کا مستقل علاج کیا ہے؟ کیوں ہوتے ہیں۔

جواب:- Aphthous Ulcers کا مستقل علاج تو شاید نہیں۔ اگر اندرونی بیماریوں مثلاً آتشک سوزاک Syphilis کی وجہ سے ہے تو ان کا مستقل علاج ہونے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ باقی بیماریوں میں زیادہ دردناک زخم کو ٹرائز Silvernitrate Saln. کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ Tetracycline Capsule+Hydrocortisone Tab. لگائیں۔ اور وٹامن B اور وٹامن C کھائیں۔ Metrogyl t.i.d.400g بھی مفید ہوگی۔

☆ **سوال**:- بچوں کے چہرے پر سفید دھبے نظر آتے ہی۔ اس کا علاج ہے؟

جواب:- شاید یہ Tinea Versicolor کی بیماری ہو تو اُس پر Candid Cream لگائیں۔ بڑی عمر اور سارے بدن پر یہ ہو تو ایک ہی Tab Fluconazole گولی کھانے سے ٹھیک ہو جائے گا، مگر کھانے کے بعد دُودھ کے ساتھ کھائی جائے تو۔

NAVNEET JEWELLERS
01872-20489(S)
20233,20847(R)
CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

RAKESH JEWELLERS
01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)
MAIN BAZAR QADIAN.
For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دکان

لجنہ اماء اللہ بھارت

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانے والی مجالس کی مختصر رپورٹس

شاہ پور

1-6-02 محترمہ صدر صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا عہد نامہ، نظم کے بعد سیرتؐ کے عنوان پ تین تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ صدر اجلاس کے خطاب کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

تیماپور

احمدیہ مسجد تیماپور میں تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد نامہ، نظم کے بعد 8 تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں صدر اجلاس کے خطاب کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

محمود آباد

مورخہ 25-5-02 کو مکرم فاطمہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد 15 تقاریر ہوئیں۔ آخر میں صدر اجلاس نے خطاب کیا جلسے میں 150 ممبرات حاضر ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اندورہ:

مورخہ 20 مئی کو جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد 4 تقاریر ہوئیں جلسہ میں تمام ممبرات لجنہ و ناصرات کے علاوہ غیر از جماعت عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

محی الدین پور:

25 مئی کو جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت کلام پاک عہد نامہ و نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں جلسہ میں 25 ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ ناصرات الاحمدیہ کا علیحدہ پروگرام ہوا۔

چنتہ کنٹہ:

مکرمہ بشریٰ نثار صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد نامہ و نظم کے بعد پانچ تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ جلسہ میں 70 ممبرات نے شرکت کی۔ آخر میں صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

یادگیر

مکرمہ مبارکہ سلیم صاحبہ صوبائی صدر کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ احادیث اور نعت رسولؐ کے بعد دو تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ جلسہ میں 5 غیر احمدی مستورات اور 10 بچیاں بھی شامل ہوئیں۔ آخر میں صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

بلاری

مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد نامہ اور ترانہ کے بعد تین تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ جلسہ میں 10 غیر احمدی بہنوں نے بھی شرکت کی۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

قادیان:

مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ احادیث اور نعت رسول اللہ ﷺ کے بعد دو تقاریر اور ایک نظم ہوئی۔ آخر میں صدر اجلاس کا خطاب ہوا۔ جلسہ میں 260 ممبرات نے شرکت کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

شموگہ:

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن پاک عہد نامہ، حمد و نعت کے بعد سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوانات پر 6 تقاریر ہوئیں۔ دوران تقاریر نظمیں ہوئیں۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

کانپور:

27 مئی کو جلسہ منعقد کیا گیا تلاوت قرآن پاک، عہد نامہ اور نظم کے بعد 8 مضامین پڑھے گئے۔ درمیان میں نعت اور نظمیں ہوئیں۔ جلسہ میں 28 ممبرات لجنہ، 13 زیر تبلیغ ممبرات، 3 مہمان ممبرات اور ایک غیر از جماعت بہن نے شرکت کی۔ سب نے دلچسپی سے سارا پروگرام سُنا۔ ناصرات الاحمدیہ کا علیحدہ پروگرام ہوا۔ جس میں 13 غیر احمدی بچیوں نے شرکت کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

امروہہ:

مورخہ 02-5-31 کو جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک عہد نامہ اور نظم کے بعد 10 تقاریر اور 6 نظمیں ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ جلسہ میں 70 ممبرات نے شرکت کی۔

سورب:

محترمہ عابدہ انجم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز کیا گیا۔ عہد نامہ اور نعت کے بعد دو تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ ناصرات الاحمدیہ کا علیحدہ پروگرام ہوا۔

ناصر آباد:

مکرمہ فہمیدہ ناز صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ حدیث، ملفوظات، نظم کے بعد تین ممبرات نے تقاریر کیں اور دو ممبرات نے نظمیں پڑھیں۔ جلسہ میں حاضر ممبرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں احادیث اور اشعار سنائے۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

چند مجالس کے صرف نام دئے جا رہے ہیں جنہوں نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ پنکال، کیرنگ، کوبمی، سرلونیا گاؤں۔

جلسہ یوم خلافت منانے والی مجالس کی مختصر رپورٹس

تیماپور:

مورخہ 2 جون کو احمدیہ مسجد تیماپور میں محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد نامہ و نظم کے بعد 5 تقاریر اور 3 نظمیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ ناصرات نے تقاریر اور نظمیں پڑھیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

ساگر:

مکرمہ افضل النساء صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن پاک عہد نامہ حمد باری تعالیٰ، نعت اور نظم کے بعد تین تقاریر اور دو نظمیں ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

چنئی:

مورخہ 02-5-25 تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ حمد اور عہد نامہ کے بعد 5 ممبرات نے تقاریر کیں۔ ناصرات الاحمدیہ کا علیحدہ پروگرام ہوا۔ جس میں دو ممبرات نے تقاریر کیں۔ کافی تعداد میں ممبرات نے شرکت کی۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محمود آباد کیرنگ:

مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت قرآن پاک کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد 15 ممبرات نے تقاریر کیں۔ جلسہ میں 150 ممبرات نے شرکت کی۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

قادیان:

مورخہ 02-5-27 کو مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ بھارت کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد دو ممبرات نے ''جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن'' اور ''برکات خلافت'' کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ درمیان میں ایک ترانہ پڑھا گیا۔ آخر میں نظم کے بعد دعا ہوئی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔ جلسے میں 225 ممبرات لجنہ اور 70 ناصرات نے شمولیت کی۔

محی الدین پور:

27 رمئی کو جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ تلاوت قرآن پاک اور احادیث کے بعد چند مضامین اور نظمیں ہوئیں۔ 27 ممبرات لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

دہلی:

مکرمہ نصیرہ سلطانہ صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ جلسہ میں 10 نو مبائعات اور دو غیر احمدی بہنیں بھی شامل ہوئیں۔ سب نے بہت دلچسپی سے جلسہ سُنا۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

یادگیر:

مکرمہ مبارکہ سلیم صاحبہ صوبائی صدر کی زیر صدارت جلسہ منایا گیا۔ تلاوت قرآن پاک، نظم کے بعد تین ممبرات نے تقاریر کیں۔ آخر میں صدر

صاحبہ نے خطاب کیا۔ جلسہ میں 60% ممبرات حاضر ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

بلاری:

مکرمہ شہناز بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ حدیث اور نظم کے بعد 8 ممبرات لجنہ و ناصرات نے مضامین پڑھے۔ تین ممبرات نے نظمیں پڑھیں۔ لجنہ و ناصرات کی تعداد 8 اور غیر احمدی بہنیں اور بچیاں 15 شامل ہوئیں۔ لجنہ و ناصرات کا مشترکہ جلسہ ہوا۔

کانپور:

مکرم خلیل احمد صاحب صدیقی کے مکان پر جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک، نظم اور حدیث کے بعد لجنہ اور ناصرات کی 11 ممبرات نے تقاریر کیں۔ تین نظمیں ہوئیں۔ حاضری لجنہ 18 اور ناصرات 9 رہی۔ لجنہ و ناصرات کا مشترکہ اجلاس ہوا۔

بھدرواہ:

مکرمہ ذرینہ بانو صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی اور یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک، عہد نامہ اور نظم کے بعد تین ممبرات نے تقاریر کیں اور دو نظمیں پڑھیں۔ 50 ممبرات نے شرکت کی۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

شموگہ:

مکرم شفیع الرحمٰن صاحب کے مکان پر مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد نامہ، حمد و نعت احادیث اور نظم کے بعد 9 مضامین اور نظمیں پڑھی گئیں۔ کوئز کا پروگرام بھی ہوا۔ صدر اجلاس کے خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ ناصرات الاحمدیہ کا بھی علیحدہ جلسہ منعقد کیا گیا۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ منانے والی مجالس کے نام اس طرح ہیں: بریشہ، کرونا گاپلی، میلا پالم اور موسیٰ بنی مائنز۔

......x......x......x......x......x......x......x......

نظم

وہ دل جو اس کی یاد کا مسکن ہے دوستو
وہ مثل چاند نور سے روشن ہے دوستو!

آؤ کہ اس کو سینچ لیں خونِ جگر سے ہم
جو مصطفیٰ کے صحن میں گلشن ہے دوستو!

مشکل رہِ حیات ہے کاٹے نہ کٹ سکے
گر اس کا ساتھ، ساتھ ہو ممکن ہے دوستو!

شائد وہ لوٹ آئے کوئی لمحہ اس طرف
سرسوں کے کھیت پر بڑا جوبن ہے دوستو!

پنپیں گی خوب فصلِ محبت یہ اب کی بار
"آکر ٹھہر گیا جو ساون" ہے دوستو!

......x......x......

عطیہ رضوان قادیان

چندہ اور ترقی

"چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۴۳)

اعلاناتِ دعا

☆محترم M M کلیم احمد صاحب ابن M E محمد صاحب مرکرہ کی شادی مؤرخہ 2/05/02 کو مرکرہ میں محترم محمد صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت ہونے کی درخواستِ دعا ہے۔
(اعانت-/100 روپے)

☆ M H M ظفر اللہ صاحب اپنے اہل وعیال کی صحت وسلامتی کے لئے، اپنی دینی ودنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔
(اعانت-/100 روپے)

☆حکیم خلیل احمد صاحب ضمیر فلک نما، حیدرآباد جو کہ Herbilist ہیں گردے اور گردے کی پتھری کا کامیاب علاج کرتے ہیں۔ یرقان، شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ بیماریوں کا بھی کامیاب علاج موجود ہے۔ موصوف اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔
فون نمبر: 4444605 موبائل نمبر: 040-9848048500

اظہارِ تشکر اور درخواستِ دعا

درج ذیل احباب نے اعانت مشکوٰۃ میں حصہ لیتے ہوئے دُعا کی درخواست کی ہے کہ قارئین مشکوٰۃ اُنکی دینی ودنیوی ترقیات کے لئے اہل وعیال کی خیریت کے لئے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے دُعا کریں۔ مکرم راجہ ظفر اللہ خان صاحب انسپکٹر مشکوٰۃ کے دورہ کے موقعہ پر ان حضرات نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

١......محترمہ فردوسہ فاروق صاحبہ	یاری پورہ
٢......محترم راجہ وحید احمد خان صاحب	،، ،،
٢(ب) محترم راجہ ظہور احمد خان صاحب	،، ،،
٣......محترم راجہ شیراز احمد صاحب خاں	،، ،،
٤......محترم راجہ جنید توفیق احمد صاحب	،، ،،
٥......محترم سعید اللہ میر صاحب	،، ،،
٦......محترم ماسٹر عبدالرحمٰن میر صاحب	،، ،،
٧......محترم راجہ اعجاز احمد صاحب	،، ،،
٨......محترم مسعود احمد صاحب ڈار	آسنور
٩......محترمہ سوزانہ ساجد صاحبہ	نونہ مئی

اظہارِ تشکر اور درخواستِ دعا

درج ذیل احباب نے خاکسار کے دورہ آندھرا و کرناٹک میں اعانت مشکوٰۃ میں بھرپور حصہ لیا۔ قارئین انکے اموال ونفوس میں برکت کے لیے دعا کریں۔

ا محترم سیٹھ نثار احمد صاحب	چنتہ کنٹہ
٢ ،، وسیم احمد صاحب	،، ،،
٣ ،، سہیل احمد صاحب	،، ،،
٤ ،، ضیاء الدین صاحب	،، ،،
٥ ،، منور احمد صاحب	،، ،،
٦ ،، محمود احمد صاحب بابو	،، ،،
٧ ،، جمال الدین صاحب	گارلہ پہاڑ
٨ ،، رحمت اللہ شریف صاحب	آتما کور
٩ ،، عبدالقادر صاحب شمس	چنتہ کنٹہ
١٠ ،، خواجہ محمد حسین صاحب	دیودرگ
١١ ،، محمد سلیم صاحب سگری	یادگیر
١٢ ،، سید عثمان احمد صاحب	شموگہ
١٣ ،، عبدالرؤف صاحب	،، ،،
١٤ ،، سید مزمل احمد صاحب	،، ،،
١٥ ،، وسیم احمد صاحب نفل	،، ،،
١٦ ،، روی کمر شل	،، ،،
١٧ ،، شوکت علی صاحب	مرکرہ
١٨ ،، M E مشتاق احمد صاحب	،، ،،
١٩ ،، MA بشیر صاحب	،، ،،
٢٠ ،، رضوان ظفر صاحب	بنگلور
٢١ ،، مصدق احمد صاحب	،، ،،
٢٢ ،، FA نور صاحب	،، ،،
٢٣ ،، رضی اللہ ولد نعمت اللہ صاحب	،، ،،
٢٤ ،، منور احمد صاحب	سکندرآباد
٢٥ ،، محمد شکور نور صاحب	حیدرآباد
٢٦ ،، احمد عبدالحنان صاحب	،، ،،
٢٧ ،، احمد کیپ مارٹ	،، ،،
٣٠ ،، انور احمد صاحب غوری	،، ،،

....منیجر مشکوٰۃ

۳۱۔ ررعارف احمد صاحب قریشی رر رر
۳۲۔ ررمقبول احمد صاحب ضمیر رر رر
۳۳۔ ررجہانگیر علی صاحب رر رر
۳۴۔ ررعظمت اللہ غوری صاحب رر رر
۳۵۔ ررخلیل احمد صاحب ضمیر رر رر
۳۶۔ ررڈاکٹر رزّاق صاحب رر رر
۳۷۔ ررڈاکٹر سعید انصاری صاحب رر رر
۳۸۔ ررسیٹھ محمد ظہیر الدین صاحب رر رر

مینیجر مشکوٰۃ

احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی اصلاح و تربیت کے تعلق میں ضروری سرکلر

از۔ نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان

☆۔ احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی اصلاح وتربیت کے سلسلہ میں جو تربیتی مراکز جماعتوں میں قائم کئے گئے ہیں ان تربیتی مراکز کو جاری رکھنا بہت ضروری ہے امراء کرام و نگران صاحبان کو چاہیئے کہ ان مراکز کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے احباب جماعت کا تعاون حاصل کریں۔ تربیت کے محتاج احباب پر خاص طور پر ان مراکز کی ذمہ داریاں ڈالی جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ذمہ داری اُن کی اپنی تربیت کا بھی موجب بنے گی۔

☆۔ نومبائعین میں سے باصلاحیت احباب کو تربیتی مراکز میں مختصر ٹرینگ دینے کے بعد منظم پروگرام کے تحت وفود کی صورت میں نئی جماعتوں میں بھجوا کر اُن کے ایمان افروز واقعات بیان کروائے جائیں۔ یہ سلسلہ ان شاء اللہ نئے و پرانے احمدیوں کی تربیت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ ایسے پروگراموں میں تسلسل بہت ضروری ہے۔

☆۔ نومبائعین کی تربیت کے سلسلہ میں اُنہیں مالی نظام میں شامل کیا جانا اور پُرانے احباب جماعت کو نظام وصیت میں شامل کر کے اُنہیں باشرح کیا جانا بہت ضروری امر ہے۔ اس کے لئے جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو ابتداء میں ہی مالی نظام سے روشناس کیا جانا اور اُسکی اہمیت و برکات سمجھانا اور پھر اُس نظام میں شامل کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ہر صوبہ کے صوبائی نظام کو ہر نئی قائم ہونے والی جماعت میں نظامِ جماعت کو تشکیل دیکر اُسکی نگرانی رکھنا ہوگی۔ اُمید کی جاتی ہے کہ جملہ مبلغین و معلمین سلسلہ، انسپکٹران بیت المال و انسپکٹر وصایا نیز عہدیداران جماعت خصوصاً سیکریڑیان مال و موصیان اِس تعلق میں اپنی اہم ذمہ داریاں کماحقہ انجام دیتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆۔ تربیت کے سلسلہ میں احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی جملہ تقریبات مثلاً عیدین، جمعۃ المبارک، جلسہ سالانہ قادیان، صوبہ جات کی کانفرنسوں مقامی و تربیتی و دیگر اجلاسات، ذیلی تنظیموں کے اجتماعات، نکاحوں کی تقریبات وغیرہ میں منظم پروگرام کے تحت نہ صرف شامل کرنا بلکہ اُنہیں پروگراموں خصوصاً علمی پروگراموں میں شامل کرنے بارے کارروائی کرنا بہت ضروری ہے۔

☆۔ MTA جملہ احمدیوں کی اصلاح وتربیت کا بہت ہی مبارک اور مؤثر ذریعہ ہے۔ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ جماعتوں میں اپنے مقامی وسائل کے مطابق ایک لائحہ عمل کے تحت احمدیوں کو MTA کے پروگراموں خصوصاً سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ و خطابات اور ملاقات کے پروگراموں کو دکھانے اور سنانے کا منظم اہتمام کریں۔

نوٹ: سرکلر ہٰذا کی رسیدگی ضرور دیں۔ نیز مذکورہ جملہ امور سے متعلق اپنی کارکردگی بارے رپورٹ بھی نظارت اصلاح وارشاد میں بھجواتے رہیں۔

......**ناظر اصلاح وارشاد قادیان**

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤرخہ 30 رجون 2002ء کو مجلس خدام الاحمدیہ چک ڈیسنڈ صوبہ کشمیر کے زیر اہتمام صوبائی سطح پر جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پُروقار تقریب منعقد ہوئی جسمیں تمام جماعتوں کے نمائندگان کے علاوہ نومبائعین اور غیر از جماعت افراد نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کی افتتاحی تقریب صبح 11 بجے محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز رئیس التبلیغ و مشنری انچارج سرینگر اور محترم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء نگران مالی امور کشمیر نے تقاریر فرمائیں۔ صدر اجلاس کے خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ نماز ظہر و عصر جمع کے بعد دوسرا اجلاس مکرم سیّد وسیم احمد صاحب سیفی قائد علاقائی کشمیر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا عبدالرحیم صاحب فاضل، محترم شیخ عبدالغفار صاحب اور محترم مولوی سیّد امداد علی صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ بعدہٗ مکرم راجہ عرفان احمد خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے شکریہ احباب پڑھکر سنایا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ روح پرور تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(محمد مقبول حامد، خادم سلسلہ چک ڈیسنڈ)

نماز کیا ہے؟

﴿از تحریرات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ﴾

۱-نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔

۲-نماز گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔

۳-نماز ایک معراج ہے۔نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔

۴-نماز مشکلات کی کنجی ہے۔

۵-نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔

۶-نماز بڑے بھارے درجہ کی دعا ہے۔

۷-انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔

۸-محبت الٰہی سے بھری ہوئی یاد الٰہی کا نام نماز ہے۔

۹-نماز اصل میں رب الفرق سے دعا ہے، جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔

۱۰-نماز کیا ہے ایک دعا ہے دردسوزش اور رقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔

۱۱-نماز کیا ہے کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا۔

۱۲-خدا تعالیٰ کی محبت اس کا خوف اسی کی یاد میں لگا رہے کا نام نماز ہے۔

۱۳-خدا تعالیٰ کے قریب لے جانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔

اقوالِ زرّیں

■ — مومن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ اس پر خوش ہو جائے۔

■ — خدا تعالیٰ کا معمولی عذاب بھی کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

■ — دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

■ — اسلام ضرور کامیاب ہوگا یہ مقدر ہو چکا ہے مگر تلوار کے زور سے نہیں۔

■ — اسلام کا پھیلانا ہماری جماعت کا کام ہے۔

■ — اسلام کی عزت درحقیقت مسلمانوں کی عزت ہے۔

■ — حقیقی خطرے کے وقت انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔

■ — جس واقعہ سے عبرت حاصل ہو سکتی ہو اس سے عبرت حاصل کریں۔اپنے آپ کو قیمتی اور کارآمد وجود بناؤ۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

■ — تمام نیکیوں اور راست بازیوں کا سرچشمہ ایمان بالآخرۃ ہے۔

■ — حسد و عناد کا بڑا ہتھیار دروغ گوئی ہے۔

■ — متواتر اور انتھک جدو جہد سے ہی روح کو سرور اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

اقوالِ زرّیں

☆ جاہل کی زندگی اور عاقل کی موت پر دنیا ہمیشہ آنسو بہاتی ہے۔

☆ وہ شخص عقلمند نہیں جو دنیاوی لذتوں سے خوش اور مصیبتوں سے مضطرب ہے۔

☆ اعلیٰ زندگی کی چار نشانیاں ہیں۔اچھا کردار و سیرت، اچھی نیت، اچھی صحبت

☆ غصہ بیشتر حالات میں حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہوتا ہے۔

☆ خلق چار چیزوں میں ہے۔الفت، سخاوت، شفقت اور نصیحت

☆ محبت خدا کی امانت ہے جو محبت کسی عوض پر ہو وضائع ہو جاتی ہے صرف وہی محبت پائیدار ہے جو خدا تعالیٰ کے خاطر ہو۔

☆ ماں کی محبت پھول سے زیادہ تر و تازہ اور لطیف ہے۔

☆ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔

☆ تین کاموں میں جلدی کرنا افضل عمل ہے۔بالغ لڑکی کا نکاح کرنا، گناہوں سے توبہ کرنا، اور میت کی تجہیز تکفین

☆ تنہائی میں نصیحت کرنا شرافت ہے اور باعث اصلاح ہے۔ جبکہ سب کے سامنے رسوائی ہے۔

☆ جس طرح جسم روح کے بغیر بے کار ہے اسی طرح علم بغیر عمل کے بے کار ہے۔

(طاہر احمد ثاقب، آسنور منڈ وبل، کشمیر)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

﴿سیکرٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر 15174

میں محمد احسن ولد محترم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۹ سال پیشہ احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل جائداد ہے:

1۔ نقد 6000 روپے۔ 2. زمین 7 مرلے واقع ننگل باغبانہ۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔

میں اس وقت تجارت کرتا ہوں۔ جس سے مجھے ماہوار تقریباً 7,000 روپے آمد ہوتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرواتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت 02-4-1 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	محمد احسن	کلیم احمد شاہد ولد مستری
ولد محمد منصور احمد صاحب	ولد مستری محمد حسین صاحب	محمد حسین صاحب
قادیان	درویش قادیان	قادیان

وصیت نمبر 15175

میں رفعت سلطانہ زوجہ محترم محمد احسن صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن محلّہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل منقولہ جائیداد ہے:

(1) حق مہر -/15,000 (پندرہ ہزار) روپے بذمہ خاوند (2) زیور طلائی کان کے پھول دو جوڑی وزن 26.700 گرام (3) چین طلائی ایک عدد وزن 9.070 گرام (4) انگوٹھی طلائی دو عدد وزن 7.480 گرام (5) بالیاں کان کی ایک جوڑی وزن 5.000 گرام۔ کل وزن طلائی 48.250 گرام قیمت اندازاً -/18290 روپے۔

زیور نقرئی:

1- کان کے کانٹے تین جوڑی وزن 6.5 تولہ 2- کنگن نقرئی دو عدد وزن 3 تولہ (3) چابی کا چھلہ ایک عدد وزن چار تولہ (4) پازیب دو عدد وزن 7 تولہ کل وزن نقرئی 20.5 تولہ۔

میں ان تمام جائیداد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ البتہ شوہر کی طرف سے ماہانہ 500 روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ میری وصیت 02-4-1 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد احسن	رفعت سلطانہ	محمد انور احمد
ولد مستری محمد حسین	زوجہ محمد احسن صاحب	ولد محمد منصور احمد صاحب
صاحب مرحوم قادیان	قادیان	قادیان

وصیت نمبر 15176

میں شیخ مجاہد احمد ولد محترم شیخ عبد المؤمن صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 02-5-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل غیر منقولہ جائیداد ہے:

(1) زمین 9 مرلے ذاتی واقع ہرچوال روڈ جسکی اندازاً قیمت -/72,000 روپے۔ (2) زمین ایک کنال نزد بجلی گھر مشترکہ چار بھائی تین بہنیں اور والدہ صاحبہ۔ (3) اس وقت خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ سے ماہوار مبلغ -/2495 روپے مشاہرہ ملتا ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	شیخ مجاہد احمد	نعیم احمد ڈار
ابن مکرم محمد منصور احمد	ابن مکرم شیخ عبدالمؤمن	ولد مکرم غلام قادر
قادیان	صاحب مرحوم قادیان	صاحب درویش قادیان

وصیت نمبر 15177

میں عبدالواحد صدیقی ولد مکرم محمد صدیق صاحب قوم صدیقی پیشہ ملازمت عمر 35 سال تاریخ بیعت 21-9-99 ساکن محلہ احمدیہ قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26-4-02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔

میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو بطور ملازمت صدر انجمن احمدیہ ماہوار 2,500 روپے مع الائنس مشاہرہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ کوئی جائیداد یا آمد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔

خاکسار چونکہ اپنے خاندان میں اکیلا احمدی ہے اس لئے فی الحال کوئی آبائی جائیداد نہیں ملی۔ اگر کبھی ملے گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میری یہ وصیت 1-5-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ظہور احمد صدیقی	عبدالواحد صدیقی	محمد انور
ولد ماسٹر عبدالرزاق		ولد محترم منصور احمد
قادیان		صاحب قادیان

وصیت نمبر 15178

میں محمد موسیٰ باجوہ ولد مکرم محمد خضر صاحب باجوہ مرحوم درویش قوم باجوہ پیشہ ملازمت عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13-12-01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں اور اس وقت مع الاؤنس مبلغ -/2938 روپے تنخواہ پاتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس کا جو بھی ہوگا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا نیز اگر آئندہ کوئی مزید آمد و جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ میری یہ وصیت 1-1-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ریحان احمد ظفر	محمد موسیٰ باجوہ	محمد اسد اللہ قادیان
ولد محترم فضل الرحمٰن		
صاحب مرحوم قادیان		

تصحیح

مشکوٰۃ کے جولائی 02ء کے شمارہ کے صفحہ 18 پر "صوبہ اڑیسہ کے بارہ اصحاب احمد رضی اللہ عنہم" کے عنوان سے شائع شدہ مضمون میں بعض اسماء سہواً غلط شائع ہوگئے ہیں۔ لہٰذا اب یہ فہرست افادۂ عام کے لیے دوبارہ شائع کی جاتی ہے:

۱ حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب ؓ
۲ حضرت سید سعید الدین صاحب ؓ
۳ حضرت سید احمد حسین صاحب ؓ
۴ حضرت منشی سیّد نیاز الدین صاحب ؓ
۵ حضرت سید عبدالستار صاحب ؓ
۶ حضرت منشی سید تفضل حسین صاحب ؓ
۷ حضرت منشی سید شفیق الدین صاحب ؓ
۸ حضرت خان صاحب سیّد ضیاء الحق صاحب ؓ
۹ حضرت سید اکرام الدین صاحب ؓ
۱۰ حضرت سید نیاز حسین صاحب ؓ
۱۱ حضرت الحاج سید حاجی احمد علی صاحب ؓ
۱۲ حضرت سیّد اختر الدین صاحب ؓ

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 617)

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2002

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-20139 (R) 22232
Fax: 20105

Vol. NO.21 September 2002 No. 9

تمہاری فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو شخص قرآن کے سات ** سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو۔ اور اُس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدّم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مُصدِّق یا مکذِّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے۔ جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی۔ تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اِس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔

(کشتی نوح صفحہ 38/39)